نبیِ رحمت ﷺ

نبیوں میں رحمت لقب پانے والا، غریبوں اور محتاجوں کی مرادیں بر لانے والا، یتیموں اور بے کسوں کا رکھوالا، محنت کشوں اور غلاموں کا والی، جس نے خود غرضوں کو محبت واخوت کا درس دیا، جس نے دشمنوں کو اپنا جگر بند ٹھہرایا، غریبی وامیری کی تفریق مٹائی، دنیا سے رسم غلامی ختم کی، بڑے بڑے سرکش فرعونوں کو سرنگوں اور جابر کج کلاہوں کو واژگوں کر دیا۔ جس کی تعلیم نے دزدوں کو چوبانی، بھیڑیوں کو گلہ بانی، رہزنوں کو جہانبانی، غلاموں کو سلطانی اور بادشاہوں کو اخوانی سکھائی۔ جو محبوب بھی ہے اور محمود بھی، مصطفیٰ بھی ہے اور مرتضیٰ بھی، حبیب کبریا بھی ہے اور حبیب عالَم بھی، رسولوں کا سردار بھی ہے اور انسانوں کا تاج دار بھی۔ ایسے مرکز پر دل وجان سے فدا ہونا، اس کے چشم وآبرو کے اشارے پر چلنا، اس کے پیغام کو ساری دنیا میں پھیلانا، اور اس کے دین کے غلبہ اور ناموس کی حفاظت کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دینا عین کمال اور انسانیت کی معراج نہیں تو پھر کیا ہے.................!

کسی قوم کے عروج کی ضمانت کیا سائنس و ٹیکنالوجی ہے؟

سوال انکار و اقرار کا نہیں، اُصول کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو اس لیے تباہ نہیں کیا کہ وہ سائنس و ٹیکنالوجی میں پیچھے رہ گئی تھی بلکہ اس لیے تباہ کیا کہ وہ گناہ کی زندگی میں بہت آگے بڑھ گئی تھی اور پیچھے ہٹنے کے لیے تیار نہ تھی اور کسی قوم کو عروج اس لیے عطا نہیں فرمایا کہ وہ سائنس و ٹیکنالوجی میں اپنی مقابل تہذیب سے بڑھ گئی تھی۔ استخلاف فی الارض کو پاکیزگیِ قلب و نظر سے مشروط کیا گیا ہے۔ سائنس و ٹیکنالوجی زیادہ سے زیادہ فرضِ کفایہ کے درجے میں ہے لیکن اب امت صرف اس کے حصول کو واحد فریضۂ دینی تصور کر رہی ہے۔ فرضِ کفایہ نے افضل ترین فرض کا درجہ حاصل کر لیا ہے۔ یہ ہے فکر و نظر میں تبدیلی کہ فضیلت، برتری، کامیابی اور استخلاف کا واحد سبب محض سائنس و ٹیکنالوجی کو سمجھ لیا گیا ہے۔ پوری امت اسی کی تعلیم و تحصیل کو افضل ترین علم تصور کر رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس کے زوال کی رات مزید گہری ہو رہی ہے۔

اُمید کا مرکز العلم اور الکتاب نہیں بلکہ وہ علم ہو گیا ہے جو مغرب نے تخلیق کیا ہے اور ہم صرف اسی علم کی آرزو سے تبدیلی کی صبح کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ وہ بنیادی تغیر، رویہ اور سوچ ہے جس نے اُمت کے لیے بلندی کے تمام راستے مسدود و محدود کر دیے ہیں۔ قرآن میں عروج و زوال سے متعلق آیات میں ایک آیت بھی ایسی نہیں بتائی جا سکتی جو عروج کو صرف اور صرف سائنس و ٹیکنالوجی کے حصول سے مشروط کرتی ہو، نہ ہی استخلاف کی کسی آیت میں کسی نبی کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ زمین میں اقتدار کے بعد سائنس و ٹیکنالوجی کے علم کی تدریس و تعلیم کو اوّلیت دیں گے۔ ہر جگہ صلاۃ، زکاۃ، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے جس علم کو جو مرتبہ و مقام دیا گیا ہے اس مرتبے و مقام سے اُسے ہٹا دیا جائے تو یہ عدل نہیں، ظلم ہے۔ اس ظلم کے اقرار اور اس پر تین سو برس مسلسل اصرار کے باوجود اُمت کا حال کیا ہے؟ ملائیشیا، ترکی، ایران، سوڈان، مصر اور پاکستان تمام تر دعوؤں کے باوجود نہ دین میں آگے ہیں، نہ دنیا میں بلکہ شکست کی رات مسلسل طویل ہو رہی ہے۔

قرآنِ حکیم نے عروج و زوال کے قانون میں کہیں سائنس و ٹیکنالوجی کو زوال و عروج کا سبب قرار نہیں دیا۔ اسی لیے فرمایا: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ [الحجرات: ۱۳] ''اللہ کے یہاں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔''

سائنس داں اور ٹیکنالوجسٹ ہونا کوئی عظمت نہیں۔ اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکوع و سجود میں اللہ کے فضل کی تلاش کے لیے سرگرداں رہتے تھے: ''محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، کافروں پر سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں تو انھیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں۔ ان کے نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال تورات اور انجیل میں ہے۔'' (الفتح: ۲۹)

کبھی تسخیر کائنات، تسخیر ارض اور سائنس و ٹیکنالوجی کی تلاش میں اُنھیں سرگرداں نہیں پایا گیا، اسی لیے قرآن نے بتایا کہ گناہِ عظیم پر اصرار کرنے والے جہنم میں ہوں گے: ''بے شک یہ لوگ اس سے پہلے بہت نازوں میں پلے ہوئے تھے اور بڑے بڑے گناہوں پر اصرار کرتے تھے۔'' (الواقعہ: ۴۵، ۴۶)

سائنس و ٹیکنالوجی نہ جاننے والوں یا اس میں پیچھے رہ جانے والوں کو قرآن کی کسی ایک آیت میں بھی جہنم کی وعید نہیں سنائی گئی، آخر کیوں؟ حضرت ابراہیم کو ایک ذی علم لڑکے کی پیدائش کا مژدہ سنایا گیا: ''پھر تو دل ہی دل میں اُن سے خوف زدہ ہو گئے، انھوں نے کہا: آپ خوف نہ کیجیے۔'' (الذاریات: ۲۸)

تو اس علم سے مراد سائنس و ٹیکنالوجی کا علم نہیں، خالق کائنات کی معرفت اور آخرت کی حقیقت کا علم مراد تھا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اللہ نے بچپن میں ہی حکم سے نوازا۔ ﴿يَا يَحْيَىٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ ۖ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا﴾ (مریم: ۱۲) جب کہ حکم کی یہ صفت دیگر انبیاء کو نبوت کے ساتھ عطا کی گئی۔ یہ حکم کیا سائنس و ٹیکنالوجی تھا؟ (ڈاکٹر نعمان ندوی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

مسلک اہلحدیث کا داعی و ترجمان

ہفت روزہ

الاعتصام

لاہور

یکے از مطبوعات دار الدعوۃ السلفیۃ

بانی
مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ

سرپرست
مولانا ابوبکر صدیق السلفی

17 ذی قعدہ 1433ھ جمعۃ المبارک 05 تا 11 اکتوبر 2012ء

شمارہ 39 جلد 64

خط کتابت کے لیے	:	ہفت روزہ الاعتصام، 31 شیش محل روڈ، لاہور
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر	:	ABL 2466-4 بلال گنج برانچ لاہور
فون نمبر	:	042-3735 4406
فیکس نمبر	:	042-37229802
رجسٹرڈ نمبر	:	CPL : 12

E-Mail: al.aitisam@gmail.com

بدل اشتراک

فی پرچہ	:	-/12 روپے
سالانہ	:	-/500 روپے
بیرونی ممالک سے	:	-/200 ریال
		-/60 ڈالر امریکی

پرنٹر: پرنٹ یارڈ پرنٹرز، لاہور۔ ناشر: حافظ احمد شاکر، مقام اشاعت: 31 شیش محل روڈ لاہور 54000

اداریہ

تضاد

ملک عصمت اللہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین اور ان کی شان میں گستاخی پر مبنی فلم کی نمائش پر عالم اسلام میں ایک ہنگامہ سا برپا ہو گیا ہے۔ کیوں نہ ہوتا کہ اس وقت تک کسی مسلمان کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے ماں باپ، اپنی جان و مال، اپنی اولاد، اپنے عزیز و اقارب اور ساری دنیا و جہان سے بڑھ کر ان کے ساتھ محبت نہ کرے۔

دنیا بھر میں کوئی ایسا ملک نہیں جس میں احتجاج کی لہریں نہ اٹھی ہوں۔ مسلم ممالک میں یہ لہریں موجوں کی صورت میں ایک طوفان بلا بن کر یورپی ساحلوں سے جا ٹکرائیں جس سے امریکا کو اسلامی ممالک میں موجود امریکی افراد اور سفراء کے تحفظ کی فکر لاحق ہوگئی اور ان ممالک سے ان کے تحفظ کی درخواست کرنا پڑی۔

اہل اسلام کے شدید احتجاج پر امریکہ نے اس فلم کی مذمت تو کر دی لیکن اس پر پابندی لگانے سے انکار کر دیا۔ گویا وہ آزادی رائے کی آڑ میں اس فلم کے رائٹر اور پروڈیوسر کی حمایت اور پشت پناہی سے دست بردار نہیں ہونا چاہتا۔ یہی امریکی قول و فعل میں تضاد ہے جو مسلمانوں کی آتش غضب کو ٹھنڈا نہیں ہونے دیتا۔ اسی دوہرے معیار کے سبب عوام کے دلوں میں عمومی طور پر اس کے خلاف نفرت پائی جاتی ہے۔

پاکستانی عوام کے شدید احتجاج پر پاکستان کی حکومت بھی اس احتجاج میں رسمی طور پر شامل ہوگئی۔ رسمی طور پر اس لیے کہ اس موقعہ پر وزیر خارجہ حنا ربانی کھر کا دورہ امریکہ منسوخ ہوا اور نہ صدر زرداری کی نیویارک یاترا کے پروگرام میں کوئی تبدیلی آئی۔ البتہ حکومتی خاکستر کے ڈھیر میں ایک چنگاری موجود تھی جو شعلہ بن کر بھڑک اٹھی۔ وفاقی وزیر ریلوے جناب غلام احمد بلور نے پشاور میں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے یہ اعلان کر دیا کہ وہ فلم ساز کو قتل کرنے والے کو ایک لاکھ ڈالر انعام دیں گے۔ حکومت پاکستان اپنے ایک وزیر اور اے این پی اپنے نائب صدر کی ''جرأت رندانہ'' کی تاب نہ لاسکی۔ حکومت پاکستان نے ان کے اس بیان کی تردید بھی کی اور مذمت بھی۔ اے این پی نے بھی ان کے اس بیان سے لاتعلقی کا اظہار کر دیا۔ وفاقی حکومت نے تو ان کے خلاف کارروائی کرنے کی دھمکی بھی دی ہے۔ اس کے باوجود وفاقی وزیر کے حوصلے پست نہیں ہوئے اور کہا اگر کوئی دوسرا ملعون گستاخ رسول پیدا ہوا تو اس کے قتل پر بھی ایک لاکھ ڈالر دوں گا۔ انھوں نے الٹا ان سے یہ سوال بھی کیا ہے کہ ٹیری جیسے ملعون پادری کو روکنے کا اس کے سوا کوئی طریقہ ہے تو بتائیں۔

ایم کیو ایم کی رابطہ کمیٹی نے بھی اس ''کارِ خیر'' میں اپنا حصہ ڈالنے سے گریز نہیں کیا۔ امریکہ بھی اس پر چیں بر جبیں ہوا ہے اور اسے نامناسب اور شدت پسندانہ قرار دیا ہے۔ برطانوی پارلیمنٹ کے اراکین نے بھی ان پر برطانیہ میں داخلے پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا ہے۔ امریکی اور حکومتی دباؤ کے باوجود وفاقی وزیر اپنے موقف پر ڈٹ گئے ہیں اور اپنا بیان واپس لینے سے انکار کر دیا ہے۔

امریکہ اس بیان پر کیوں برافروختہ ہوا ہے اس کی منطق کچھ سمجھ نہیں آئی۔ اگر وہ حافظ سعید کے سر کی قیمت مقرر کر سکتا ہے تو دوسروں کو اس سے کیسے روکا جا سکتا ہے؟ اگر وفاقی وزیر کا بیان تشدد پسندانہ ہے تو جو اوبامہ نے کہا وہ کیا ہے؟ حافظ سعید نے تو کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا، ان ملعونوں نے تو اللہ کے آخری رسول کی جناب میں گستاخی کے جرم کا قصداً ارتکاب کر کے اپنے زندہ رہنے کے حق کو زائل کر لیا ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی سوال ہیں جو عوام کے ذہنوں میں اٹھتے ہیں۔ گستاخِ رسول کی سزا کیا ہے؟ یہ سزا کون دے سکتا ہے؟ کیا شخصی یا انفرادی طور پر کسی کو یہ سزا دینے کا حق دیا جا سکتا ہے؟ امت مسلمہ میں اتنا اشتعال کیوں ہے کہ گستاخ رسول کے قتل پر لاکھوں ڈالر کا انعام رکھا جا رہا ہے اور

احتجاج کا سلسلہ ہے کہ رکنے میں نہیں آ رہا؟

کوئی شخص اپنی جان کا خالق ہے نہ مالک۔ یہ جان دی ہوئی اسی کی ہے۔ وہی اس کا خالق ہے اور وہی مالک۔ اسے قطعاً یہ گوارا نہیں کہ کوئی اس کے رسول کی توہین کرے اور پھر وہ زندہ رہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس شخص کے ناپاک وجود سے جتنی جلدی ہو سکے دنیا کو پاک کر دیا جائے۔ اس لیے شریعت نے گستاخ رسول کی سزا قتل مقرر کر رکھی ہے۔

کسی کو شخصی یا انفرادی طور پر گستاخ رسول کی سزا نافذ کرنے کا اختیار نہیں۔ یہ صرف اور صرف اسلامی ریاست کے سربراہ کو حاصل ہے۔ بشرطیکہ جرم اس کی حدود کے اندر واقع ہوا اور مجرم پر قابو حاصل ہو۔ اسلامی ریاست کا سربراہ اس سزا کے نفاذ سے گریزاں ہوں تو اس کے خلاف غم و غصہ پایا جانا ایک فطری بات ہے۔ سوال یہ ہے کہ جرم اسلامی ریاست کے حدود کے اندر واقع نہ ہوا اور مجرم بھی کسی دوسری ریاست کا باشندہ ہو تو کیا کیا جائے؟ اسلامی ریاست کا فرض ہے کہ وہ سفارتی ذرائع سے مجرم کو اس کے ملک کے قانون کے مطابق سزا دلوانے کی کوشش کرے۔ اگر کوئی ایسی ریاست ہو جہاں سرے سے کوئی قانون موجود نہ ہو تو ایسا قانون بنوانے کے لیے ان پر دباؤ ڈالا جائے۔ اگر وہ نہ مانیں تو اقوام متحدہ سے کہہ کر قانون سازی کروائی جائے تاکہ آئندہ کسی کو ایسے جرم کی جرأت نہ ہو سکے۔

صدر زرداری نے امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن سے ملاقات کر کے ان پر بجا طور پر واضح کیا ہے کہ اس گستاخانہ فلم سے پاکستانی عوام میں غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ امریکہ اس بات کا احساس کرے۔ اظہار رائے کے نام پر کسی کو عالمی امن خراب کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے اقوام عالم سے کہا ہے کہ وہ اس سلسلے میں خاموش تماشائی نہ بنیں اور اقوام متحدہ پر زور دیا کہ توہین رسالت کو سنگین جرائم میں شامل کیا جائے اور آزادی اظہار کے غلط استعمال سے عالمی امن خطرے میں نہ ڈالا جائے۔ صدر زرداری کی یہ کوششیں قابل تحسین ہیں۔ ہمیں ڈر اس بات کا ہے کہ ان کی اس اپیل یا مطالبے کا اقوام عالم پر کچھ اثر نہ ہوگا کیونکہ صدر کی اپیل کی بنیاد عالمی امن ہے عقیدہ نہیں۔ دنیاوی امن اسلامی عقیدے کے احترام کا مرہونِ منت ہے۔ اسلامی عقیدے کا احترام نہیں ہوگا تو امن کہاں ہوگا۔

دوسرا سبب صدر زرداری کے قول و فعل کا تضاد ہے۔ وہ اور ان کی جماعت اسلامی تعزیرات کے حق میں نہیں۔ ان کی مرحومہ لیڈر اسلامی تعزیرات کو ظالمانہ بلکہ وحشیانہ کہہ چکی ہیں۔ صدر زرداری بھی اسی راہ کے راہرو ہیں۔ قتل کے جن مقدمات میں عدالتیں قاتلوں کو سزائے موت دے چکی ہیں صدر زرداری ان سزاؤں کے نفاذ کی راہ میں سنگ راہ بنے ہوئے ہیں۔ ان کی سوچ اور فکر بھی وہی ہے جو ان کی اہلیہ مرحومہ کی تھی۔ قول و فعل کے اس تضاد سے اقوام عالم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ صدر زرداری نے جو کچھ کہا ہے محض اپنے عوام کو مطمئن کرنے کے لیے کہا ہے یہ ان کے دل کی آواز نہیں لہٰذا اس کی پرواہ نہ کی جائے۔ بات وہی اثر انگیز ہوتی ہے جس کے پیچھے ایمان و یقین کی قوت موجود ہو۔

رہا یہ سوال کہ امت مسلمہ میں اتنا اشتعال کیوں ہے تو اس کا سیدھا سادھا جواب یہ ہے کہ اسلامی ممالک کے عوام اور ان کی قیادتوں کا رخ ایک سمت میں نہیں۔ اگر ان کا رخ ایک سمت میں ہوتا اور قیادتیں عوام کی نسبت زیادہ متحرک ہوتیں تو عوام کے جذبات کو آسودگی میسر آتی لیکن بدقسمتی سے عوام اور قیادتوں کا رخ ایک دوسرے کے خلاف ہے۔ عوام الناس اپنی بے عملی یا بدعملی کے باوجود اللہ اور رسول پر گہرا ایمان رکھتے ہیں اور ان سے بے پناہ محبت بھی۔ جب کہ ان کی قیادتیں بہ زعم خویش ''روشن خیال'' اور مذہب گریز افراد پر مشتمل ہیں۔ عوام امریکہ کے دوہرے معیار کے سبب اس کے خلاف ہیں اور قیادتیں اس کی دست نگر۔ یہی وہ تضاد ہے جس کے سبب ان کے درمیان فکری اور عملی ہم آہنگی موجود نہیں۔ اسی لیے عوام اور حکومت کے درمیان تناؤ اور کش مکش بلکہ ٹکراؤ کی سی کیفیت موجود رہتی ہے جس کے سبب عوام کے اندر عدم برداشت اور چڑچڑا پن پیدا ہو گیا ہے اور جب انھیں اپنا اندر دبا ہوا غصہ نکالنے کا موقع مل جاتا ہے تو وہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار.

درس قرآن

قسط نمبر (۴۲)

تفسیر سورۂ یٓس

مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ ٥ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا ۜ هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ٥ إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ ٥ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ٥﴾ [یٰس: ۵۱-۵۴]

’’اور صور میں پھونکا جائے گا تو اچانک وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف تیزی سے دوڑ رہے ہوں گے۔ کہیں گے: ہائے ہماری بربادی! کس نے ہمیں ہماری سونے کی جگہ سے اٹھا دیا؟ یہ وہ ہے جو رحمان نے وعدہ کیا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔ نہیں ہوگی مگر ایک ہی چیخ تو اچانک وہ سب ہمارے پاس حاضر کیے ہوئے ہوں گے۔ پس آج کسی جان پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور نہ تمھیں اُس کے سوا کوئی بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے۔‘‘

پہلی آیات (۴۹،۲۹) میں جس چیخ کا ذکر ہے اس سے مراد صور میں حضرت اسرافیل علیہ السلام کی ایک پھونک ہے یہ نفخہ اولیٰ ہے جس کے سنتے ہی انسان بے ہوش ہو کر مر جائیں گے اور جو جہاں ہوگا وہ اپنے انجام سے دوچار ہو جائے گا۔

علامہ ابن العربی اور حافظ ابن کثیر رحمہما اللہ وغیرہ کی رائے ہے کہ صور میں تین بار پھونکا جائے گا۔ پہلا نفخہ نفخة الفزع ہے جس سے تمام زمین اور آسمانوں میں بسنے والے سب خوفزدہ ہو جائیں گے، جیسا کہ قرآنِ مجید میں ہے:

﴿وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ﴾ [النمل: ۸۷]

’’اور جس دن صور میں پھونکا جائے گا تو جو بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہے گھبرا جائے گا مگر جسے اللہ نے چاہا۔‘‘

(ابن کثیر: ۵۰۲/۳، النہایہ: ۱۸۰/۱)

بلکہ علامہ ابن حزم تو چار نفخوں کا ذکر کرتے ہیں مگر یہ درست نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ نفخے دو ہیں: ایک نفخة الفزع، یہی نفخة الصاعقة ہے جس کا ذکر سورۃ الزمر میں ہے:

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ۖ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ٥﴾ [الزمر: ۶۸]

’’اور صور میں پھونکا جائے گا تو جو بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہوں گے مر کر گر جائیں گے مگر جسے اللہ نے چاہا، پھر اس میں دوسری دفعہ پھونکا جائے گا تو اچانک وہ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔‘‘

سورۃ النمل میں صور میں پھونکے جانے کے بعد ڈر اور خوف زدہ ہونے کا ذکر ہے اور اسی کے نتیجے میں وہ موت کے منہ میں چلے جائیں گے، جیسا کہ سورۃ الزمر میں بیان ہوا۔ اور دونوں میں ’’إلا ما شاء الله‘‘ قدر مشترک ہے۔ اس کی تائید حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے:

((ثم ينفخ في الصور فلا يسمعه أحد إلا أصغى ليتا ورفع ليتا.)) قال: ((وأول من يسمعه رجل يلوط حوض إبله فيصعق ويصعق الناس، ثم يرسل الله مطرا كأنه الطل

فيـنبـت مـنه أجساد الناس ثم ينفخ فيه أخرى فإذا هم قيام ينظرون .))

(صحيح مسلم : ٢/ ٤٠٣، أحمد : ٢/ ١٦٦)

''پھر صور میں پھونکا جائے گا۔ جو بھی اس کی آواز سنے گا وہ اپنی گردن ایک طرف جھکا دے گا اور دوسری طرف بلند کرے گا۔ اور سب سے پہلے یہ آواز وہ آدمی سنے گا جو اپنے اونٹوں کا حوض لیپتا ہوگا۔ وہ اور دوسرے تمام لوگ مرجائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ شبنم کی مانند بارش برسائے گا جس سے لوگوں کے جسموں میں حیات نو آئے گی، پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو سب کھڑے ہوجائیں گے۔''

ظاہر ہے اگر اس سے پہلے بھی نفخہ ہوتا جسے نفخة الفزع کہا گیا ہے تو یہاں اس کا ذکر بھی ہوتا۔ پہلی بار نفخة الصاعقة کا ہی ذکر نہ ہونا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے کہ فرشتہ صور میں پھونکے گا تو زمین وآسمان کے مابین تمام مخلوق مرجائے گی سوائے ان کے جنھیں اللہ باقی رکھے گا۔ پھر دونفخوں کے مابین اتنا وقفہ ہوگا جتنا اللہ چاہے گا۔ حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے افضل دن جمعہ ہے۔ اسی میں صاعقہ ہے، اسی میں نفخہ ہے، یعنی نفخہ صاعقہ، نفخہ موت اور قبروں سے اٹھنے کا نفخہ بھی جمعہ کے دن ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دونفخوں کے مابین چالیس کا وقفہ ہوگا۔'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ چالیس دن یا چالیس سال مراد ہیں؟ انھوں نے فرمایا: یہ میں نہیں جانتا۔ میں نے بس چالیس کا لفظ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے سنا ہے۔ حافظ ابن حجر یہ احادیث ذکر کرکے فرماتے ہیں کہ یہ احادیث دلیل ہیں کہ نفخے دو ہی ہیں۔

(فتح الباري : ١١/ ٣٧٠، ٦/ ٤٤٦)

علامہ قرطبی نے بھی التذكره (٢٢٦، ٢٣٨) میں اور تفسیر الجامع لأحكام القرآن (١٣/ ٢٣٩) میں بھی دونفخوں کا ہی ذکر کیا ہے اور یہی جمہور علماء کی رائے ہے۔

''صور'' سے مراد قرن، نرسنگھے یا بگل کی طرح کی کوئی چیز ہے جس میں حضرت اسرافیل علیہ السلام پھونک ماریں گے۔ اسی ''صور'' کو قرآنِ مجید میں ''ناقور'' بھی کہا گیا ہے:

﴿فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ﴾ [المدثر : ٨]

''سو جب صور میں پھونکا جائے گا۔''

"النقر" کے معنی ہیں کسی چیز کو کھٹکھٹانا حتی کہ اس میں سوراخ ہوجائے۔ "النقرة" گڑھے کو کہتے ہیں جس میں سیلاب کا پانی باقی رہ جاتا ہے۔ گردن کی پچھلی جانب گڑھے کو "نقرة القفا" کہتے ہیں۔ "النقير" اس لکڑی کو کہتے ہیں جس میں گڑھا کرکے اس میں نبیذ وغیرہ ڈالتے ہیں۔ یوں بگل اور صور کو بھی ''ناقور'' اس لیے کہا گیا ہے کہ اس میں سوراخ ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور پوچھنے لگا: ''صور'' کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ((قرن ينفخ فيه .)) ''وہ قرن ہے جس میں پھونکا جائے گا۔''

(ترمذي وحسنه رقم: ٢٤٣٠، ابن حبان وغيرهما)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نعمتیں کیسی؟ صاحبِ صور نے قرن کو منہ سے لگا رکھا ہے، اس نے اپنی پیشانی جھکا رکھی ہے اور کان پھونکنے کے حکم کے انتظار میں لگا رکھے ہیں کہ صور پھونکنے کا کب حکم ملتا ہے؟''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ سن کر گھبرا گئے اور عرض کیا کہ ہمیں کیا حکم ہے؟ ہم کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یوں کہو:

((حسبنا الله ونعم الوكيل على الله توكلنا .))

(ترمذي وحسنه، رقم: ٢٤٣١، ابن حبان وغيرهما)

علامہ قرطبی نے فرمایا ہے کہ بعض گمراہوں نے صور کے قرن ہونے کا انکار کیا ہے اور ان کا یہ انکار اسی نوعیت کا ہے جس طرح انکار

کرنے والوں نے پل صراط اور وزن اعمال کا انکار کیا ہے اور اس کی مختلف تاویلیں کی ہیں۔ جس طرح میزان کے بارے میں ہے کہ ساتوں آسمان اور زمین اس پلڑے میں آ جائیں گے اس طرح ''قرن'' کے بارے میں ہے کہ اس کا دائرہ آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ (التذکرہ) جو شخص جہاں ہوگا اسے صور کی آواز ایسے سنائی دے گی جیسے کوئی قریب سے آواز دے رہا ہے۔ مشرق و مغرب اور شمال و جنوب، ہر جانب پورے کرۂ ارض میں پڑے انسانوں کو یہ آواز یکساں سنائی دے گی۔

﴿مِنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمْ یَنسِلُوْنَ﴾ ﴿الاجداث﴾ یہ ﴿جدث﴾ کی جمع ہے جس کے معنی قبر ہے۔ ﴿ینسلون﴾ یہ "النسل" سے ہے جس کے معنی کسی چیز سے الگ ہونے کے ہیں۔ جب اونٹ کے بال جھڑتے ہیں تو کہا جاتا ہے:

"نسل الوبر عن البعير." (المفردات)

''اون اونٹ سے الگ ہوگئی۔''

"النسل" اولاد کو کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی اپنی ماں کے پیٹ سے جدا ہوئی ہوتی ہے۔ قرآنِ مجید میں ہے کہ کچھ لوگ لوگوں کے سامنے زبان سے بڑی اچھی باتیں کرتے ہیں مگر جب واپس پلٹتے ہیں تو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ ﴿ويهلك الحرث والنسل﴾ ''اور کھیتی اور نسل (انسانوں اور حیوانوں کی اولاد) کو برباد کرتے ہیں۔'' اس آیت میں ﴿ینسلون﴾ کے بھی یہی معنی ہیں کہ جب صور میں پھونکا جائے گا تو اپنے رب کی طرف قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے۔

بعض نے "ینسلون" کے معنی "یسرعون" کیے ہیں کہ جلدی جلدی، تیز تیز قدموں سے اپنے رب کے ہاں پہنچیں گے۔

(قرطبي، ابن کثیر وغیرہ)

اس کی تائید قرآنِ مجید سے بھی ہوتی ہے:

﴿یَوْمَ یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا کَاَنَّهُمْ اِلٰی نُصُبٍ یُّوْفِضُوْنَ o﴾ [المعارج: ٤٣]

''جس دن وہ قبروں سے تیز دوڑتے ہوئے نکلیں گے جیسے وہ کسی گاڑے ہوئے نشان کی طرف دوڑے جا رہے ہیں۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ کَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ o مُّهْطِعِیْنَ اِلَی الدَّاعِ یَقُوْلُ الْکٰفِرُوْنَ هٰذَا یَوْمٌ عَسِرٌ o﴾ [القمر: ٧، ٨]

''ان کی جھکی ہوئی ہوں گی، وہ قبروں سے نکلیں گے جیسے وہ پھیلی ہوئی ٹڈیاں ہوں۔ پکارنے والے کی طرف گردن اٹھا کر دوڑنے والے ہوں گے، کافر کہیں گے: یہ بڑا مشکل دن ہے۔''

جس طرح قیامت آناً فاناً قائم ہوگی اسی طرح قبروں سے بھی فی الفور اور جلدی نکلیں گے:

﴿یَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا﴾ [ق: ٤٤]

''اور تیز تیز قدموں سے میدانِ محشر کی طرف چل پڑیں گے۔''

یہاں چند اُمور غور طلب ہیں جن کی طرف امام رازی نے اشارہ کیا ہے جسے ضروری تفصیل کے ساتھ ذکر کرنا مناسب ہوگا:

❀...... اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قبروں سے نکلیں گے تو تیزی کے ساتھ میدانِ محشر کی طرف چل نکلیں گے۔ جب کہ سورۃ الزمر (آیت: ٦٨) میں ہے: ﴿فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ o﴾ [الزمر: ٦٨] ''وہ اچانک کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔'' اور کھڑا ہونا بہ ظاہر دوڑنے کے منافی ہے۔ اس کے دو جواب ہیں:

(١)...... کھڑا ہونا تیز چلنے اور بھاگنے کے منافی نہیں کیونکہ تیز چلنے والا بھی تو کھڑا ہو کر پھر بھاگتا ہے اور پریشانی کے عالم میں انسان اِدھر اُدھر دیکھتا بھی ہے، کھڑا بھی ہوتا ہے اور بھاگتا بھی ہے۔ اس لیے دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

(٢)...... تیزی کے ساتھ چلنے میں کئی امور جمع ہو سکتے ہیں، جیسے کہا گیا:

مکر مفر مقبل مدبر معاً
کجلمود صخر حطه السيل من عل

یعنی پتھر کا ٹکڑا جیسے سیلاب میں بلندی سے نیچے آتا ہے تو ٹھہرتا ہے، لڑکھڑاتا ہے، الٹا سیدھا ہوتا ہے۔ ان سب حالتوں سے گزرتا ہوا بڑی تیزی سے پتھر کا ٹکڑا نیچے آتا ہے۔ اس تیزی میں متعدد اُمور کا جمع ہونا ناممکن نہیں۔

(۳)...... اور ایک تیسرا جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ قبروں سے اٹھیں گے تو پریشانی اور حیرت میں کھڑے ہوں گے، پھر تیزی سے میدانِ محشر کی طرف دوڑیں گے۔

❀...... ایک پھونک سے مرنے اور زندہ ہونے کے دو متضاد اُمور کیوں ہوسکتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ''صور'' تو ایک آلہ ہے، موت وحیات میں اصل مؤثر ذات تو اللہ ذوالجلال والاکرام کی ہے، مثلاً: آگ میں اللہ نے جلانے کی تاثیر رکھی ہے مگر جب چاہتا ہے تو ابراہیم علیہ السلام کے لیے آتشِ نمرود کو گلزار بنا دیتا ہے۔ صور اسرافیل علیہ السلام میں ایک تناسب بھی ہے کہ ایک بار پھونکنے سے اجسام میں اضطراب وتزلزل ہو جو موت کا باعث بنے گا اور دوسری بار پھونکنے سے مردہ اجساد کے بکھرے اعضاء اضطراب وتزلزل سے مجتمع ہوں گے اور انسان زندہ ہوجائے گا۔

❀......ایک سوال یہ ہے کہ جب پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں گے تو اس وقت قبریں کہاں ہوں گی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قبروں سے مراد وہ محل ہے جہاں دفن کیا گیا ہے۔ ان کے اجزاء گو بکھر گئے ہوں گے، گوشت پوست ختم اور ہڈیاں ریزہ ریزہ ہوجائیں گی مگر ریڑھ کی ہڈی باقی رہے گی، یہ ہی اصل ہوگی۔ اسی کے ساتھ باقی اجزاء بھی آملیں گے اور اس اصل اور اس کے اجزاء جہاں بھی ہوں گے وہ جگہ ان کی قبر ہے۔

❀...... یہ مقام تو خوف اور ہیبت کا ہوگا۔ اور آیت میں ﴿إِلَىٰ رَبِّهِمْ﴾ کہا گیا ہے۔ رب کا لفظ رحمت وشفقت کی علامت ہے، یہاں ''اللہ'' کا لفظ چاہیے تھا جو عظمت وجلال کے لیے ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں رب کا لفظ ہی مناسب ہے کیونکہ جب نافرمان اور باغی اپنے محسن کی طرف متوجہ ہوگا تو اس کے لیے ندامت اور اَلم میں اضافہ ہوگا کہ رحمٰن نے اپنی رحیمیت کی تو انتہا کردی مگر میں کس ناشکری اور ناقدری کا مرتکب رہا۔

❀...... نافرمان جب اپنے محسن کی طرف بڑھتا ہے تو شرمندگی میں ایک قدم چلتا ہے، پھر رک جاتا ہے کہ کس منہ سے جاؤں۔ جب کہ وہاں تو وہ جلدی جلدی تیزی سے آگے بڑھے گا تو وہاں یہ تیز رفتاری کیسی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تیزی اس کے اختیار میں نہیں ہوگی۔ ایک ہی وقت میں وہ رکے گا اور تیز تیز بھی چلے گا جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے۔

درسِ حدیث

تميمة الصبي في ترجمة الأربعين من أحاديث النبي

بچوں کے لیے چالیس جامع احادیث مبارکہ

مؤلف: نواب سید محمد صدیق حسن خان رحمہ اللہ
تنقیح وتسہیل: حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

۹۔ ندامت (پشیمانی) توبہ کی ایک صورت ہے:

((الندم توبة .)) (رواه في شرح السنة) [1]

''پشیمانی توبہ ہے۔''

فائدہ: یعنی اپنے گناہوں پر شرمندہ ہونا یہ بھی توبہ کی ایک صورت ہے۔ محمد بن علی کتانی نے کہا ہے کہ توبہ چھ چیزوں کا نام ہے:

۱: پچھلے گناہوں پر نادم ہونا۔

۲: دوبارہ ان گناہوں کے ترک کرنے کا پختہ ارادہ۔

۳: ترک شدہ فرائض کی ادائیگی وتلافی۔

۴: مخلوق کا کوئی حق اپنے ذمے ہو تو اس کی ادائیگی۔

۵: اس گوشت اور چربی کو گھلانا جو حرام سے پیدا ہوئی ہو۔

۶: اور بدن کو عبادت میں مشغول رکھنا جیسے پہلے اسے گناہ کی لذت سے آشنا کیا۔

پس یہ توبہ دراصل توبہ ہے اور توبہ کر کے پھر توڑ دینا اور اسے معمول بنالینا تو ایسی توبہ سے ہزار توبہ، جیسے کسی شاعر نے کہا ہے ؎

صد بار شکستہ باز بستم توبہ
فریاد ہمی کند زدستم توبہ
دیروز تبوبہ شکستم ساغر
امروز بساغری شکستم توبہ

یہ توبہ نہیں اللہ کی مار ہے۔ نام نہاد مسلمان بلکہ خواص اہل اسلام بھی آج کل یہی کرتے ہیں کہ آج توبہ کی کل توڑ دی۔ بعض لوگ ایسے بھی دیکھنے میں آئے کہ ساری باتوں سے توبہ کر کے مکہ شریف کو گئے، حج کیا، زیارت کی، جب واپس آئے تو پھر وہی ناچ رنگ اوج موج ہے۔ نہ نماز ہے نہ روزہ، بلکہ بھنگ وبوزہ اور شغل محرمات وکبائر۔ نعوذ بالله من سوء المنقلب. یہ علامت ہے کہ اس شخص کا حج قبول نہیں ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت گھر سے مردود ہو کر لوٹا ہے۔

۱۰۔ بیوپاری رزق پاتا ہے:

((الجالب مرزوق .)) (رواه ابن ماجه والدارمي)

''بیوپاری رزق پاتا ہے۔''

فائدہ: یعنی جو کوئی آدمی کوئی غلہ یا جانور اور کوئی چیز دیہات سے شہر میں لا کر بازار کے رائج نرخوں پر بیچے، اس کو رزق ملتا ہے اور فائدہ ہوتا ہے۔ یہی حال ہر بیوپار کا ہے کہ اکثر نفع ہوتا ہے اور وہی نفع اس کے لیے رزق (روزی) ہے۔

۱۱۔ ذخیرہ اندوز ملعون ہے:

((المحتكر ملعون .)) (رواه ابن ماجه والدارمي)

''ذخیرہ اندوزی کرنے والا شخص ملعون ہے۔''

فائدہ: محتکر (ذخیرہ اندوز) اُس شخص کو کہتے ہیں کہ جب مارکیٹ میں غلہ سستا ہو تو اُس وقت خرید کے جمع کرے اور اُس وقت کا انتظار کرتا رہے کہ جب بھاؤ زیادہ ہوگا تو بیچوں گا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک احتکار صرف غلے کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ہر اُس چیز کا ذخیرہ جس سے خلق خدا کو ضرر ہو، احتکار میں داخل ہے۔ جیسے: سونا، چاندی، کپڑا وغیرہ۔

[1] سنن ابن ماجه: ٢/ ١٤٢٠ طبع محمد فواد عبد الباقي، مصر (ص، ي)

اور حضرت محمد باقر ﷫ سے روایت ہے کہ کپڑے میں احتکار نہیں۔ اور احتکار کی مدت بعض کے نزدیک چالیس دن ہے اور بعض کے نزدیک اس سے کم۔ اور حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص مسلمانوں سے ان کا سامانِ خوراک روک کر ذخیرہ کرے گا تو اُس کو اللہ تعالیٰ کوڑھ (جذام) اور محتاجی میں مبتلا کرے گا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ مدت دنیوی عذاب کے طور پر ہے جیسے مفلسی اور جذام۔ اور آخرت میں تو عذاب ہوگا ہی چاہے مدت تھوڑی ہو۔ احتکار کی تفصیلات کتب فقہ میں درج ہیں۔

۱۲۔ مال دار کا ٹال مٹول سے کام لینا ظلم ہے:

((مطل الغني ظلم .)) (متفق عليه)

''مال دار آدمی کا ٹال مٹول (تاخیری حربے) اختیار کرنا ظلم ہے۔''

فائدہ: یعنی مال دار ہو کر قرض کے ادا کرنے میں دیر کرے تو یہ ظلم ہے کہ باوجود مقدور کے دوسرے (یعنی قرض خواہ) کو تنگ کرتا ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث میں ظلم فسق کے معنی میں ہے کہ اس کی شہادت مردود ہوگی اگرچہ اُس نے یہ ظلم ایک بار کیا ہو۔ اور بعض نے کہا ہے کہ وہ اگر بار بار ایسا کرے اور اس کی عادت ڈال لے تب وہ مردود الشہادت ہوگا۔ ہاں، اگر مال دار کا حق کسی پر ہو مگر وہ (بے چارہ) مفلس ہوجائے اور بالفعل ادا نہ کرسکے تو (صاحب حق) کو چاہیے کہ اُسے اس وقت تک مہلت دے دے جب تک وہ ادائیگی پر قادر نہ ہوجائے۔

ایک مطلب حدیث کا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب کوئی مال دار کسی کو کوئی چیز دینے کا وعدہ کرے اور پھر دینے میں لیت ولعل سے کام لے یہاں تک کہ دوسرا شخص اس انتظار اور تاخیر سے تنگ آجائے تو یہ بھی ظلم ہے کہ باوجود وعدے اور مقدور کے نہیں دیتا۔ سخی سے شوم بھلا جو جلدی دے جواب (مثل مشہور ہے۔)

سیٹھ الحاج محمد اسماعیل ماہ پارہ صاحب (کراچی) کی رحلت

یہ خبر افسوس ورنج کے ملے جلے جذبات سے پڑھی جائے گی کہ کراچی کی ایک معروف کاروباری شخصیت اور مخیّر بزرگ محترم سیٹھ محمد اسماعیل ماہ پارہ صاحب گزشتہ چھ ماہ کا عرصہ علیل رہنے کے بعد ۱۶ ستمبر ۲۰۱۲ء بروز اتوار وفات پاگئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم سیٹھ محمد اسماعیل ماہ پارہ صاحب کے فرزند دل بند محترم سیٹھ محمد بلال ماہ پارہ صاحب نے فون پر اطلاع دی کہ میرے والد گرامی ۸۴ برس کی عمر طبعی پا کر وفات پاگئے۔ سیٹھ محمد اسماعیل ماہ پارہ صاحب حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف صاحب کے قائم کردہ ادارے ''دارالدعوۃ السّلفیہ'' لاہور کے ساتھ دلی محبت فرماتے تھے۔ مولانا بھوجیانی ﷫ کے ساتھ ان کا بڑا تعلق تھا۔ مولانا بھوجیانی مرحوم کے بعد بھی ان کی یہ محبت قائم رہی۔ سیٹھ صاحب مرحوم کو اللہ کریم کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائے کہ وہ دارالدعوۃ السّلفیہ کے ساتھ محبت فرماتے رہتے تھے۔

اس کی ضروریات میں بھی ممد ومعاون رہتے تھے۔ مرحوم ایک مخیّر شخصیت ہونے کے ساتھ قرآن وسنت کی تعلیمات کے بڑے پابند تھے۔ جماعتی اداروں، مدارس، مساجد کی تعمیر وترقی میں ہمیشہ تعاون کرتے تھے۔ غرباء ومساکین اور بیوگان کے ساتھ بھی ان کا تعاون جاری رہتا تھا۔ مرحوم کی نماز جنازہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ ناصر رحمانی صاحب نے ڈیفنس کراچی میں پڑھائی۔ بے شمار احباب جماعت، کاروباری، سیاسی، سماجی شخصیات اور عزیز واقرباء کی بھاری تعداد شریک جنازہ ہوئی۔

ادارہ الاعتصام مرحوم کی مغفرت وبلندیِ درجات کے لیے اور ان کی دینی خدمات کی قبولیت کے لیے بھی دعا کرتا ہے۔ اللہ کریم مرحوم کے لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے اور مرحوم کو جنت الفردوس عطا کرے، آمین یا الٰہ الحق آمین۔ (کارکنان ادارہ)

توہین رسالت ......!

اسلام سے خائف بیمار ذہنوں کی کارستانی ؟

محمد عاصم حفیظ

ظلم، ناانصافی اور توہین کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ اور یہی احتجاج شدت پکڑ لیتا ہے جب اس کا تعلق گہرے قلبی لگاؤ اور روحانیت سے ہو۔

حالیہ چند برسوں میں ڈنمارک کے اخبار میں نبی اکرم ﷺ کے بارے میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت ہو یا فیس بک اور دیگر ویب سائٹس پر کارٹون مقابلوں کا اعلان ، عراق اور گوانتاناموبے میں قرآن پاک کی بے حرمتی ہو یا امریکی ملعون پادری ٹیری جونز کی جانب سے قرآن پاک کو جلانے کا واقعہ، نبی محترم ﷺ کی ذات اقدس پر کوئی بھی حملہ ہو تو اس کے خلاف مسلم امہ سراپا احتجاج رہی ہے۔ اور اب امریکہ کے ایک یہودی کی بنائی گئی توہین آمیز فلم کے انٹرنیٹ پر جاری ہونے پر ایک مرتبہ پھر دنیا بھر میں شدید احتجاجی مظاہرے اور جلسے جلوس منعقد کیے جا رہے ہیں۔ لیبیا میں امریکی سفیر کو مار دیا گیا ہے، اردن، مصر، پاکستان اور دیگر مما لک میں امریکی سفارت خانوں پر حملے ہوئے ہیں جن میں کئی افراد جان کی بازی ہار گئے۔ مسلم مما لک میں امریکی فلم ڈائریکٹر اور ملعون پادری ٹیری جونز کے خلاف کارروائی اور سفارتی تعلقات منقطع کرنے کا مطالبہ بھی شدت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ ان واقعات پر ہر دل غمگین ہے جب کہ قرآن پاک اور صاحبِ قرآن ﷺ سے محبت کرنے والی ہر آنکھ فرط جذبات سے لبریز نظر آتی ہے۔ جوشیلے مسلمانوں نے تو ان نازک اور حساس معاملات پر جانوں کی قربانی سے بھی دریغ نہ کیا۔ کرۂ ارض پر کتنے ہی ''علم دین'' ریاستی جبر اور استعمار کے ہاتھوں جنت کی راہوں کے مسافر بن رہے ہیں۔ مسلمانوں کا جذبہ ایمانی نعرہ بن کر عالم کفر کو للکار رہا ہے۔ پورا عالم اسلام پوری قوت کے ساتھ اس توہین رسالت اور توہین قرآن کے خلاف جلسے جلوسوں کی صورت میں ابھی تک سراپا احتجاج ہے۔

مسلمانوں کی وحدت کو توڑنے، انھیں مایوسی کی دلدل میں دھکیلنے اور احساس کمتری میں مبتلا کر دینے کے لیے ہر دور میں کوششیں ہوتی رہی ہیں اور اسلام پسند قوتیں ہر دور میں ان سازشوں کا مقابلہ کرتی رہی ہیں۔ عالمی مفادات کے تحت دنیا کے مختلف علاقوں میں مسلمانوں پر ظلم وستم کا سلسلہ تو پہلے سے ہی جاری تھا لیکن نائن الیون کے واقعہ کے بعد شروع کی جانی والی دہشت گردی کے خلاف جنگ نے اسلام کے خلاف حملوں کو مزید تیز کر دیا ہے۔ صدر بش نے ۲۰۰۱ء میں افغانستان پر حملے کو کروسیڈ، یعنی صلیبی جنگ کا نام دیا تھا اور آج یہ بات مزید واضح ہو چکی ہے کہ اس جنگ کا مقصد القاعدہ کو سزا دینے کی بجائے اسلامی نظریات کو مٹانا تھا۔ یہ جنگ اب مکمل طور پر مذہبی بن چکی ہے کیونکہ اس کے پیچھے ہرمجدون کا انتظار کرنے والے انتہا پسند یہودی اور عیسائی قوتیں سرگرم ہیں۔

مغربی قوتیں نہ صرف اربوں ڈالر کا اسلحہ و بارود استعمال کر کے لاکھوں مسلمانوں کا خون کر چکی ہیں بلکہ ساتھ ساتھ مسلمانوں کی ثقافت، دینی روایات، محبت رسول ﷺ، قرآن سے تعلق، غرض پوری معاشرت کو ہی تبدیل کر دینا چاہتی ہیں۔ اس مقصد کے لیے تھوڑے تھوڑے عرصے کے بعد اسلام، نبی اکرم ﷺ اور قرآن پاک کے خلاف توہین آمیز اقدامات کیے جاتے ہیں۔ مسلم مما لک کی ثقافت کو تبدیل کرنے کے لیے نام نہاد این جی اوز کو بھاری فنڈز فراہم کیے گئے ہیں جو آزادیِ نسواں، ہم جنس پرستوں کے حقوق، آزادیِ اظہارِ رائے اور فن وثقافت کے نام پر مغربی کلچر کو فروغ دینے میں مصروف ہیں۔

دوسری جانب مغربی ممالک کی پریشانی یہ ہے کہ بھرپور کوشش کے باوجود مسلمانوں کو ان کے دین سے دور نہیں کیا جاسکا۔ اگرچہ ان میں عملی کوتاہی آچکی ہے لیکن ان کے دل سے قرآن کا پیغام اور نبی محترم ﷺ کی محبت نہیں نکالی جاسکی۔ مغرب کئی سو سال کی حاکمیت کے باجود اسلامی نظریے کو ختم نہیں کرسکا اور یہی وہ بنیادی وجہ کہ جس کے باعث آج مسلمان زیرِ عتاب ہیں اور نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس اور ہدایت کی کتاب کی توہین کرکے مسلمانوں کو اخلاقی پستی کی طرف دھکیلنے کی سازش کی جارہی ہے۔ عالمِ کفر پریشان ہے کہ ان کی بھرپور کوششوں کے باوجود اسلام مغربی ممالک میں تیزی سے پھیل رہا ہے جس کے باعث اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد اِحیائے اسلام کی تحریکوں کو میسر آچکے ہیں اور اسی طرح مغربی یونیورسٹیوں میں پڑھنے والے بہت سے طالب علم سیکولر معاشروں کی روایات کو اپنانے سے گریز کرتے ہوئے اپنی صلاحیتیں اِحیائے اسلام کے لیے وقف کررہے ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں کئی مسلمان تنظیمیں انتہائی سرگرمی کے ساتھ اسلام کا پیغام عام کرنے میں مصروف ہیں۔ اہل مغرب اسلام پر دہشت گردی، بنیاد پرستی اور دقیانوسیت کے الزامات لگاتے رہتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب بھی کوئی شخص ایمان داری کے ساتھ تحقیق کرتا ہے تو وہ اسلام کی سچائی کا قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی ممالک میں بہت سے نام وَر افراد حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں۔ اسلام قبول کرنے والوں میں بڑی تعداد خواتین کی ہے جو مغربی ممالک کی مادر پدر آزادی اور عورت کو کھلونا سمجھنے کے تصور کی باغی بن کر اسلام کے نظامِ عفت وعصمت کو اپنانا چاہتی ہیں۔ برطانیہ اور امریکا سمیت کئی یورپی ممالک میں اسلامی طرزِ حیات کو اپنانے والے افراد کی تعداد میں دن بہ دن اضافہ ہورہا ہے۔ دوسری جانب دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نتیجے میں پیدا ہونی والی نفرت نے بھی مسلمانوں کو اپنی شناخت کی طرف لوٹنے کا درس دیا ہے۔ گوانتا ناموبے، ابوغریب اور دیگر امریکی جیلوں کی انسانیت سوز داستانوں اور دوسری جانب قرآن اور پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی توہین کے واقعات نے مسلمانوں کے اندر اپنی دینی روایات سے متعلق تحقیق کرنے، سچ کی تلاش اور دنیا کو حقیقت سے آشکار کرنے کا جذبہ بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ عالمِ کفر کے گھٹیا پروپیگنڈے کے باوجود اسلام اپنی انسانیت نواز خوبیوں کے باعث روز اوّل سے مسلسل پھیلتا چلا جارہا ہے۔ آج دنیا بھر میں ایک ارب ستر کروڑ کے لگ بھگ انسان حلقہ بگوش اسلام ہیں۔ سانحہ نائن الیون کے بعد امریکہ اور یورپ میں قبول اسلام کی شرح روز افزوں ہے۔ بلکہ اسلام یورپی ممالک کا دوسرا سب سے زیادہ وسعت پذیر دین بن چکا ہے۔

ایک تحقیق کے مطابق نصف صدی کے عرصے میں عیسائیت کے تمام فرقوں اور مسلکوں میں ۱۳۵ فیصد اضافہ ہوا جب کہ اسلام کے ماننے والوں میں ناقابل یقین حد تک ۲۴۰ فیصد اضافہ ہوا جس سے یہ بات واضح ہوجاتی کہ امریکا اور برطانیہ میں اسلام سب سے تیزی سے پھیلنے والا دین ہے۔ پیورریلیجیئس سینٹر کے سروے کے مطابق دو ہزار تیس میں مسلمانوں کی تعداد دو ارب بیس کروڑ ہوجائے گی۔ دنیا بھر میں مسلمانوں کی شرح پیدائش ۱.۸ ہے جو کہ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں سے کہیں زیادہ ہے۔ نوجوانوں کی عالمی تنظیم الشباب العالمي کی رپورٹ کے مطابق چالیس کروڑ سے زائد مسلمان مسلم ممالک سے باہر رہائش پزیر ہیں۔

یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ امریکا نے دہشت گردی کے خلاف جنگ اسلام کو بدنام کرنے اور مسلمانوں کی طاقت کو تباہ کرنے کے لیے شروع کی تھی۔ جب کہ آج حقیقت یہ ہے کہ اس اسلام مخالف جنگ سے پیدا ہونے والے سوالات کے جوابات تلاش کرتے کرتے لوگوں کو اسلام سے آشنائی ہوتی ہے اور بعدازاں یہی آشنائی مضبوط تعلق میں بدل جاتی ہے اور اسلام کی حقانیت کو پہچان کہ قبولِ اسلام کے علاوہ ان کے لیے کوئی چارہ نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام مغربی ممالک میں تیزی سے پھیل رہا ہے۔ نائن الیون سے قبل امریکا میں مسلمانوں کی تعداد دس لاکھ تھی جواب اٹھائیس لاکھ کے قریب پہنچ چکی ہے۔

ایک اور دلچسپ حقیقت یہ بھی ہے کہ نائن الیون کے بعد امریکیوں میں اسلام کے بارے میں جاننے کے رجحان میں اضافہ ہوا ہے۔ امریکا میں قرآن پاک کا ترجمہ شائع کرنے والے ادارے کے اعدادوشمار کے مطابق نائن الیون کے واقعہ کے بعد پہلے تین ماہ میں قرآن پاک کی فروخت میں پندرہ گنا اضافہ ریکارڈ کیا گیا اور کئی ماہ تک قرآن پاک امریکا میں بیسٹ سیلر کتاب رہی۔ العربیہ چینل کی رپورٹ کے مطابق ۲۰۰۱ء میں چونتیس ہزار امریکیوں نے اسلام قبول کیا۔ نیو یارک ٹائمز کی رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ امریکی مسلمانوں میں ۲۵ فیصد تعداد ایسے افراد کی ہے کہ جنھوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ ہر سال پچاس ہزار امریکی مسلمان ہو جاتے ہیں۔ جب کہ برطانیہ میں نومسلموں کی شرح دس فیصد سالانہ کے حساب سے بڑھ رہی ہے۔ برطانیہ میں ۲۰۰۱ء میں مسلمانوں کی تعداد ۱۶ لاکھ تھی جو اب ۲۸ لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے۔ محتاط اندازے کے مطابق یہ تعداد ۲۰۳۰ء تک ساٹھ لاکھ ہو جائے گی۔ اسی طرح دیگر یورپی ممالک میں مسلمانوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہو رہا ہے۔

دوسری جانب یورپی ممالک میں موجود مسلمانوں میں مذہبی رجحان تیزی سے فروغ پا رہا ہے اور یہ لوگ اِحیائے اسلام کی تحریکوں میں سرگرم کردار ادا کر رہے ہیں۔ بوسنیا اور کوسوو آزادی کے بعد یورپ میں یہ دو نئے اسلامی ممالک کی صورت میں منظر عام پر آئے ہیں۔ عرب ممالک اور یورپ میں اسلامی فلاحی تنظیموں کی سرگرمیوں سے بھی کافی مثبت اثرات دیکھے جا رہے ہیں۔ گو کہ اقوامِ متحدہ دہشت گردوں کی معاونت کے نام پر کئی اسلامی فلاحی تنظیموں پر پابندی لگا چکی ہے، تاہم اس کے باوجود عرب ممالک اور یورپ سے تعلق رکھنے والی بعض تنظیمیں فلاح و بہبود کے کاموں میں مصروف ہیں۔ مغربی ممالک میں اسلامی تنظیموں کی مثبت کارکردگی اسلام مخالف پروپیگنڈا کرنے والوں کے منہ پر ایک طمانچہ ہے۔ پاکستانی مدارس کو دنیا کی سب سے بڑی این جی او کہا جاتا ہے جہاں لاکھوں کی تعداد میں طلبہ بغیر کچھ خرچ کیے تعلیم اور رہائش کی سہولت حاصل کرتے ہیں۔ مدارس کا نظام نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی کامیابی سے چل رہا ہے۔ حالیہ دور میں بعض اسلامی مدارس نے جب کہ ایسے نصابِ تعلیم متعارف کرائے ہیں جن میں عصری اور دینی علوم کا امتزاج ہے۔ انھی مدارس کے ذریعے تبلیغ اور مساجد کا نظام چلانے کے لیے علماء کی بڑی تعداد تیار ہوتی ہے جو نہ صرف مسلم ممالک بلکہ مغرب اور دوسری غیر اسلامی ممالک میں بھی خدمات سرانجام دیتی ہے۔

اسی طرح فلسطین میں حماس، مصر میں حکمران جماعت اخوان المسلمون اور النور پارٹی، ترکی کی حکمران جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی عوام میں فلاحی سرگرمیوں کے لیے مشہور ہیں۔ جب کہ سعودی عرب اور کویت کی تنظیموں کی جانب سے بھی افریقہ، یورپ اور ایشیا میں بہت سے پراجیکٹس مکمل کیے گئے ہیں۔ اسلامی فلاحی تنظیموں کی کارکردگی سے دنیا بھر میں اسلام کے بارے میں ایک مثبت تأثر پیدا کرنے میں بھی مدد ملی ہے۔ عرب ممالک میں حالیہ تبدیلی کی لہر کے بعد ہر جگہ اسلام پسند قوتیں ابھر کر سامنے آئی ہیں۔

دوسری جانب معیشت کے میدان میں اسلامی بنکاری کے کامیاب تجربے نے بھی مسلمانوں کو عالمی معیشت میں اصلاحات کا حوصلہ دیا ہے مکمل طور پر تو نہیں، البتہ کچھ نہ کچھ اسلامی اصولوں کے تحت چلنے والے بنکاری نظام نے دنیا میں رائج سرمایہ دارانہ نظام کو کھوکھلا کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ مالیاتی بحران کے باعث دنیا بھر کے ممالک شرح سود میں کمی کر رہے ہیں جس کے باعث بلا سود بنکاری کے اسلامی تصور کو تقویت ملی ہے۔ امریکی بنکوں کے دیوالیہ ہونے اور ڈالر کے غیر مستحکم ہونے کے باعث عرب ممالک میں اسلامی بنکوں میں سرمایہ رکھنے کے رجحان میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ۱۹۶۳ء میں مصر کے ایک قصبے ''مت غمر'' سے شروع ہونے والی اسلامی بنکاری آج عالمی سطح پر نمایاں مقام رکھتی ہے۔ دنیا کے ستائیس مسلمان جب کہ پندرہ غیر مسلم ممالک میں شرعی اصولوں پر بنکاری کا نظام موجود ہے۔ عالمی سطح پر اسلامی مالیاتی اداروں کے پاس چودہ سو ارب ڈالر کے اثاثہ جات موجود ہیں جن میں بیس فیصد سالانہ کے

حساب سے اضافہ ہو رہا ہے۔ تیل کی دولت اور مغربی بنکوں میں سرمایہ محفوظ کرنے کے رجحان میں کمی نے اسلامی بنکاری کو مزید اہم بنا دیا ہے۔

اسلامی سکالرز عالمی سطح پر برپا ہونے والے مالیاتی بحران کی بڑی وجہ سود کے سہارے قائم عالمی سرمایہ دارانہ نظام کو قرار دیتے ہیں۔ اسلامی معاشی ماہرین مغربی ممالک میں شرح سود میں کمی کو بنیاد بنا کر بلاسود بنکاری کے قابل عمل ہونے کی دلیل دیتے ہیں۔ نفع ونقصان کی بنیاد پر کام کرنے والا اسلامی نظام معیشت دن بہ دن مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی معاشی ماہرین اسلام طرزِ معیشت کے فروغ سے پریشان دکھائی دیتے ہیں۔ اسلام کے خلاف اقدامات اور توہین آمیز واقعات کی بڑی وجہ بھی مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ اور اسلامی طرز معاشرت ومعیشت کا فروغ ہے۔

توہین آمیز واقعات کی وجوہات کو سمجھنے کے بعد اب ہم مغربی ممالک میں پیش آنے والے ان واقعات کا جائزہ لیتے ہیں کہ کس طرح بعض شرپسند عناصر ایک منصوبہ بندی کے تحت اسلام، نبی اکرم ﷺ اور قرآن پاک کی توہین کر کے دنیا بھر میں اسلام کے فروغ کو روکنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ ان واقعات کو ذکر کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ مسلمان ان مزموم حرکتوں سے آگاہ رہیں اور ان شرپسند حلقوں کی پہچان ہو سکے جو اسلام مخالف سرگرمیوں میں مصروف عمل ہیں۔ جب ہم ان واقعات کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ مغربی ممالک کے حکمرانوں سے لے کر مذہبی پیشواؤں تک، عسکری حلقوں سے لے کر ذرائع ابلاغ کے نمائندوں تک، فن کاروں سے لے کر تدریس وادب سے منسلک مصنفوں اور شعراء تک ہر ہر شعبے کے افراد میں اسلام کے خلاف بغض وعناد پایا جاتا ہے۔ اسلام کی توہین کرنے والوں کو بھرپور تحفظ اور مالی معاونت فراہم کی جاتی ہے۔ نام نہاد آزادیِ اظہار کے نام پر ان کو ہیرو کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ کچھ ایسا ماحول بنا دیا گیا ہے کہ جسے شہرت کی خواہش ہوتی ہے یا پھر بہت ساری دولت اکٹھی کرنے کا شوق تو وہ اسلام، نبی اکرم ﷺ اور قرآن پاک کی توہین کر کے یہ مقاصد حاصل کر سکتا ہے۔ حتیٰ کہ مغربی دنیا تو مسلم ممالک میں اس قسم کی حرکتیں کرنے والوں کو پناہ دینے میں بھی انتہائی جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ان گستاخوں کی حفاظت کی خاطر کروڑوں ڈالر خرچ کیے جاتے ہیں۔ سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین سمیت بے شمار گستاخان رسول مغربی ممالک میں میزبانی اور سرکاری پروٹوکول کے مزے لوٹ رہے ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلام، قرآن پاک اور نبی اکرم ﷺ کی گستاخیوں کے واقعات تو ماضی میں بھی پیش آتے رہے ہیں لیکن نائن الیون کے بعد ان میں نہ صرف تیزی آئی ہے بلکہ یہ مکمل منصوبہ بندی کے تحت رونما ہو رہے ہیں، اس لیے ہم سب سے پہلے نائن الیون کے بعد پیش آنے والے واقعات پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

❀...... امریکی چینل فاکس نیوز پر ۱۸؍ستمبر ۲۰۰۲ء کو ایک جنونی مذہبی رہنما جیری فال فویل نے اسلام کے بارے میں انتہائی گھٹیا زبان استعمال کی۔ اس نے نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں بھی ہتک آمیز الفاظ استعمال کیے۔ اس نے واضح الفاظ میں نبی اکرم ﷺ کو نعوذ باللہ ''دہشت گرد'' قرار دیا۔ ملعون جیری فال ویل کے الفاظ اس قدر شرم ناک اور گھٹیا تھے کہ برطانوی وزیر خارجہ جیک سٹرا اُن کو توہین آمیز الفاظ قرار دینے پر مجبور ہو گئے۔

❀......اسی دوران امریکی ریاست ہیوسٹن میں بالغان کے لیے مخصوصی ایک سینما گھر میں نبی اکرم ﷺ کی ازدواجی زندگی سے متعلق ایک توہین آمیز فلم کی نمائش کی۔ اس فلم کی نمائش کا باقاعدہ طور پر اخبار ہیوسٹن پریس میں اشتہار بھی دیا گیا۔ اس موقع پر امریکا میں رہائش پذیر مسلمانوں نے بھرپور احتجاج کیا۔

❀...... جون ۲۰۰۲ء میں ایران کے ایک استاد نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا جس کو گرفتار کر لیا گیا اور نومبر کے مہینے میں اسے سزائے موت دے دی گئی۔

❀......۱۴؍دسمبر ۲۰۰۲ء کو روزنامہ امت نے اپنی رپورٹ میں ایک پاکستانی تاجر کے حوالے سے بتایا کہ جاپان کے دارالحکومت ٹوکیو

اور دیگر شہریوں میں ایسے شرٹس اور کپڑے فروخت کیے جا رہے ہیں جن پر قرآنی آیات، رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے نام واضح طور پر پرنٹ تھے۔

❀...... دسمبر ۲۰۰۲ء میں نائیجیریا کے ایک اخبار ''دس ڈے'' نے مقابلہ حسن کے حوالے سے شائع ہونے والے ایک مضمون میں نبی اکرم ﷺ کے بارے میں توہین آمیز الفاظ استعمال کیے۔ اس مضمون کی اشاعت پر نائیجیریا میں فسادات پھوٹ پڑے اور پر تشدد مظاہروں میں دو سو سے زائد افراد جان کی بازی ہار گئے۔

❀......۲۰۰۴ء میں ہالینڈ کے فلم ساز تھیون وان گو نے دس منٹ کی دستاویزی فلم ''سب مشن'' تیار کی۔ اس میں بھی نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس اور اسلام کے نظام عفت وعصمت کو تضحیک وتوہین کا نشانہ بنایا گیا۔ اس فلم ساز کو نومبر ۲۰۰۴ء میں محمد بیوری نامی مسلمان نوجوان نے ایمسٹرڈم میں جہنم واصل کر دیا۔

❀...... ۲۰۰۵ء میں سویڈن کے شہر گوٹنبرگ کے میوزیم آف ورلڈ کلچر میں ایڈز کے حوالے سے منعقدہ نمائش میں قرآنی آیات پر مشتمل برہنہ پینٹنگ پیش کی گئی جس کو مسلمانوں کے شدید احتجاج کے بعد ہٹا دیا گیا۔

❀...... ۲۰۰۵ء میں ایک امریکی ٹی وی شو ''تھرٹی ڈیز'' میں دو مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے خاکے پیش کیے گئے۔

❀...... اپریل ۲۰۰۵ء میں سویڈن کے ایک فن کار روزر سوگارڈ نے ایک عوامی اجتماع میں نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں توہین آمیز لطیفے سنائے۔

❀......ستمبر ۲۰۰۵ء میں ڈنمارک کے اخبار ''جیلنڈر پوسٹن'' نے نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں بارہ کارٹون شائع کیے۔ یہ خاکے ڈینیل پائیس نامی متعصب امریکی یہودی کے شر پسند، غلیظ ذہن کی اختراع تھے۔ اس کے بعد اب تک دو سالوں میں گاہِ گاہِ یہ خاکے شائع ہوتے رہے۔ دوسری بار فروری ۲۰۰۶ء میں اور تیسری بار اگست ۲۰۰۷ء میں شائع ہوئے۔ اس گھناؤنی سازش میں صرف ڈنمارک کے چند اخبارات ہی شریک نہیں بلکہ فرانس، جرمنی، ناروے، ہالینڈ اور اٹلی سمیت تمام امریکی ریاستوں کے ذرائع ابلاغ بھی برابر کے شریک تھے۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف اس بھیانک سازش میں گستاخانہ خاکوں کے علاوہ خانہ کعبہ اور دیگر اسلامی اَحکام وشعائر کی بھی توہین کی گئی۔

ان خاکوں کی اشاعت کے دو بنیادی کردار ہیں: پہلا ڈینیل پائیس نامی امریکی جو سابق صدر بش کے ساتھ گہرے سیاسی وتجارتی مراسم رکھتا تھا۔ دوسرا اہم کردار ''جیلنڈر پوسٹن'' نامی اخبار (یہودی کلچر) کا ایڈیٹر فلیمنگ روز تھا۔

مسلمانوں کے خلاف یہ منظم سازش عیسائیوں اور یہودیوں کی ملی بھگت کا نتیجہ ہے۔ مجموعی طور پر اکیس بدبخت کارٹونسٹ اس مذموم حرکت کے لیے آمادہ ہوئے اور ان میں سے ویسٹر گارڈ نامی ملعون کارٹونسٹ نے توہین آمیز خاکے تیار کیے۔

❀......فروری ۲۰۰۶ء میں جرمنی کے ایک خبطی شخص مینفر ڈوین نے ٹوائلٹ پیپرز پر ''قرآن پاک'' پرنٹ کر کے ان کو مساجد اور میڈیا کو بھیجا۔ اس شخص کو گرفتار کر کے ایک سال کی سزا سنائی گئی۔

❀...... ۲۰۰۷ء جولائی میں سویڈن کے ایک شخص لارز ویلکس نے نبی اکرم ﷺ کی توہین آمیز پینٹنگ بنائی۔ مسلمانوں کے احتجاج کے باعث اس کو گھر چھوڑنا پڑا۔

❀......ستمبر ۲۰۰۷ء میں بنگلہ دیش کے ایک اخبار میں نبی اکرم ﷺ کے خاکے شائع ہوئے جس پر کارٹونسٹ کو گرفتار کر لیا گیا۔

❀...... دسمبر ۲۰۰۷ء میں عراق کے ایک کرد مصنف نے اپنی کتاب میں نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی۔ اس نے نبی اکرم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین آمیز پینٹنگ بنائی۔ اس نے ہالینڈ کے ایک میوزیم میں اس پینٹنگ کو نمائش کے لیے پیش کیا۔ یہ شخص مسلمانوں کے احتجاج کے بعد ناروے فرار ہو گیا اور وہاں سیاسی پناہ حاصل کر لی۔ عراقی عدالت نے اسے قید کی سزا سنائی، تاہم ناروے میں روپوش ہونے کی وجہ سے یہ شخص ابھی تک گرفتار نہیں ہو سکا۔

❀......فروری ۲۰۰۸ء میں معروف ویب سائٹ وکی پیڈیا پر نبی اکرم ﷺ کے خاکے شائع کیے گئے جس پر دنیا بھر میں مسلمانوں نے احتجاج کیا۔ ویب سائٹ انتظامیہ نے ان خاکوں کو ہٹانے سے انکار کر دیا اور یہ ابھی تک وکی پیڈیا پر موجود ہیں۔

❀...... ۲۰۰۸ء میں ہی ہالینڈ کے فلم ساز گریٹ ویلڈرز کی بنائی گئی متنازعہ اور توہین آمیز فلم فتنہ سامنے آئی۔ اس فلم میں اسلامی قوانین اور نبی اکرم ﷺ کی تضحیک کی گئی تھی اور قرآنی آیات کو برہنہ فن کارہ کے جسم پر لکھا گیا۔

❀......مئی ۲۰۰۸ء میں ہالینڈ کے ایک کارٹونسٹ نے نبی اکرم ﷺ کے خاکے بنا کر اپنی ویب سائٹ پر لگا دیے۔ اس کارٹونسٹ کو پولیس نے ڈھونڈ کر گرفتار کر لیا اور عدالت کے حکم پر اس نے توہین آمیز خاکے اپنی ویب سائٹ سے ہٹا دیے۔

❀......۲۰۱۰ء میں نیویارک کے میٹروپولیٹن میوزیم آف آرٹ میں نبی اکرم ﷺ کے خاکوں پر مشتمل پینٹنگز رکھی گئیں، تاہم مسلمانوں کے احتجاج اور شدید ردعمل کے خوف سے ان کو نمائش کے بغیر ہی ہٹا دیا گیا۔

❀......۲۰ رمئی ۲۰۱۰ء کو شرپسند عناصر کی جانب سے فیس بک اور سوشل میڈیا کی دیگر ویب سائٹس پر اشتہار دیے گئے جن میں کو نبی اکرم ﷺ کے خاکے بنانے کی دعوت دی گئی۔ اس اقدام کے خلاف مسلم دنیا میں شدید اشتعال پیدا ہوا اور کئی ممالک کی جانب سے فیس بک اور دیگر ویب سائٹس کو بند کر دیا گیا۔

❀...... نومبر ۲۰۱۰ء میں فرانس کے ایک ہفت روزہ میگزین ''چارلی ہیڈو'' نے نبی اکرم ﷺ کے گستاخانہ خاکوں پر مشتمل خصوصی ایڈیشن شائع کرنے کا اعلان کیا۔ میگزین نے ٹائٹل کو انٹرنیٹ پر بھی شائع کر دیا۔ اس اشتعال انگیز اقدام کے بعد مسلم ہیکرز نے اس میگزین کی ویب سائٹ ہیک کر لی۔ اور اس کے دفتر پر بھی فائر بم کے ذریعے حملہ کیا گیا۔

❀......اور اب ستمبر ۲۰۱۲ء میں ہالی وڈ میں پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں توہین آمیز فلم ریلیز کی گئی۔ اس فلم کو جون کے آخر میں ایک چھوٹے سینما گھر میں دیکھایا گیا۔ ایک فرضی نام سیم رسائل نے اس کی ڈائریکشن دی جس کو بعد میں نیکولا بیسلی نیکولا کے نام سے شناخت کر لیا گیا۔ یہ شخص اسرائیلی نژاد یہودی ہے۔ اس نے نبی محترم ﷺ کی شان میں گستاخی پر مشتمل فلم بنانے کے لیے پچاس ملین ڈالر چندہ جمع کیا۔ امیر یہودیوں نے اس مزموم حرکت کے لیے دل کھول کر عطیات دیے۔ اس کا ساتھی مورس صادق نامی ایک مصری نژاد امریکی شہری ہے۔ یہ شخص قبطی عیسائی ہے۔ ان دونوں کو امریکا کے بدنام زمانہ ملعون پادری ٹیری جونز کی پشت پناہی بھی حاصل تھی۔

نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی بے حرمتی کا سلسلہ بھی نائن الیون کے بعد تیز ہو گیا۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ کی آڑ میں قرآن پاک کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا رہا۔ بعض مغربی شرپسند سکالرز نے یہ شوشہ چھوڑا کہ مسلمانوں کے اندر جذبہ جہاد کی بیداری اور اسلام سے محبت کو کم کرنے کے لیے قرآن مجید کی توہین کی جائے اور اس کی تعلیمات کو تنقید کا نشانہ بنایا جائے۔ اسی فلسفے پر عمل کرتے ہوئے امریکی فوجیوں اور بنیاد پرست عیسائی اور یہودی حلقوں کی جانب سے قرآن پاک کی توہین کی گئی۔

قرآن پاک کی بے حرمتی کا ایک بڑا اسکینڈل امریکا کے بدنام زمانہ حراستی مرکز گوانتانامو بے میں سامنے آیا۔ مسلمان قیدیوں نے انکشاف کیا کہ قرآن پاک کے اوراق کو ٹوائلٹ پیپر کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ جب کہ امریکی فوجی جان بوجھ کر قرآن پاک کو ٹھوکر مارتے ہیں۔ اس مذموم حرکت کا مقصد مسلمان قیدیوں کے اندر اشتعال پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اس حوالے سے متعدد تصاویر بھی سامنے آئیں۔ امریکا کے معروف رسالے ''نیوز ویک'' نے اپنی ایک رپورٹ میں گوانتانامو بے میں قرآن پاک اور مسلمان قیدیوں کے ساتھ توہین آمیز رویے کی تصدیق کی۔

امریکا میں قرآن پاک کی توہین اور بے حرمتی کا سب سے بڑا واقعہ ملعون پادری ٹیری جونز کی جانب سے قرآن پاک جلانے کا اعلان تھا۔ اس نے ۲۰۱۰ء میں نائن الیون کی برسی کے موقع پر فلوریڈا کے ایک چرچ میں قرآن پاک نذر آتش کرنے کا اعلان کیا۔ ٹیری جونز اس سال عالم اسلام کے شدید ردعمل اور امریکی حکومت کے دباؤ کے باعث اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہ ہوسکا، تاہم اس نے اپنا منصوبہ ترک نہ کیا اور اگلے سال ۲۰/ مارچ ۲۰۱۱ء کو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ قرآن پاک کو نذرِ آتش کر دیا۔

رواں سال افغانستان میں امریکی فوجیوں کی جانب سے بلگرام ائیر بیس پر قرآن پاک کے سینکڑوں نسخے جلانے کا واقعہ پیش آیا۔ اس کے خلاف فوری طور پر افغانستان میں ہنگامے شروع ہو گئے۔ ان پرتشدد ہنگاموں میں تیس سے زائد افراد جاں بحق ہوئے اور چھ امریکی فوجیوں کو بھی قتل کر دیا گیا۔ امریکی صدر باراک اوباما نے ذاتی طور پر اس واقعہ پر معافی مانگی۔

یہ سب واقعات وہ ہیں کہ جو نائن الیون کے بعد پیش آئے۔ جب کہ نائن الیون سے پہلے بھی کئی بار ایسی مزموم حرکتیں کی گئیں:

❀...... امریکا کی سپریم کورٹ بلڈنگ میں نبی اکرم ﷺ کی خیالی تصویر ۱۹۳۵ء میں بنائی گئی تھی جس میں ان کے ایک ہاتھ میں قرآن پاک اور دوسرے ہاتھ میں تلوار پکڑائی گئی ہے۔ یہ تصویر ابھی تک موجود ہے۔ اس سے امریکیوں کے نبی محترم کی ذات اقدس کے بارے میں خبثِ باطن کا اظہار ہوتا ہے۔

❀......اسی طرح اگست ۱۹۲۵ء میں لندن کے ایک اخبار میں نبی اکرم ﷺ کا خاکہ بنایا گیا تھا۔

❀......۱۹۸۹ء میں بدنام زمانہ بھارتی مصنف سلمان رشدی نبی اکرم ﷺ کے بارے میں توہین آمیز کتاب لکھی۔ سلمان رشدی کے خلاف دنیا بھر میں مظاہرے شروع ہو گئے۔ سلمان رشدی لندن فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا جہاں وہ ابھی تک برطانوی سکیورٹی فورسز کی تحویل میں ہے۔ عالم اسلام کے کئی علمائے کرام نے سلمان رشدی کو قتل کرنے کا فتوی جاری کر رکھا ہے اور اس کے سر کی تیس لاکھ ڈالر قیمت بھی مقرر ہے۔

❀......۱۹۹۴ء میں بنگلہ دیشی مصنفہ تسلیمہ نسرین نے قرآن پاک اور نبی اکرم ﷺ کے ذات اقدس کے بارے میں توہین آمیز کتاب لکھی۔

❀...... ۱۹۹۷ء میں نبی اکرم ﷺ کا خیالی مجسمہ نیویارک کی ایک عدالت میں نصب کیا گیا تھا جس کو اسلامی ممالک کے سفیروں کے احتجاج کے بعد ہٹا دیا گیا۔

❀......۱۹۹۸ء میں ایک پاکستانی غلام اکبر کو نبی اکرم ﷺ کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر سزائے موت سنائی گئی۔

❀...... ۱۹۹۹ء میں ایک جرمن میگزین ''ڈر سپائیجل'' میں نبی اکرم ﷺ کا خاکہ پیش کیا گیا۔

❀......۲۰۰۱ء میں اسی میگزین نے دوبارہ اسی خاکے کو پیش کیا۔

❀...... ۲۰۰۱ء میں امریکی فاکس ٹی وی کے پروگرام ساؤتھ پارک کی ایک قسط میں نبی اکرم ﷺ کا خاکہ پیش کیا گیا، تاہم مسلمانوں کے احتجاج کے بعد اس کی باقی ماندہ اقساط سے اسے ہٹا دیا گیا۔

❀...... روزنامہ نوائے وقت ۱۰/ جنوری ۲۰۰۱ء میں امریکا میں مسلمانوں کے اس احتجاج کی رپورٹ پیش کی گئی جو امریکی کمپنی ''لزکلیبون ان کارپوریٹڈ'' کی جانب سے قرآنی آیات والی پتلونیں بنانے سے متعلق تھا۔ کمپنی ترجمان کے مطابق یہ ڈیزائن بیت المقدس کے گنبد سے لیا گیا تھا جس کو پتلون کی عقبی جیب پر چھاپا گیا۔

❀...... ۹/ ستمبر ۲۰۰۱ء امریکا میں شائع شدہ کتاب ''ویسٹرن سویلائزیشن'' کو ایشیا بک فاؤنڈیشن نے پاکستانی یونیورسٹریز کی لائبریریوں کو بہ طور تحفہ ارسال کیا جس میں نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کی تصاویر بھی تھیں۔ ایک تصویر میں نبی اکرم ﷺ کی ایک عیسائی راہب سے ملاقات بھی دیکھائی گئی۔

(باقی صفحہ نمبر ۲۸ پر)

لمحۂ فکریہ

گستاخانہ فلم اور ہمارا کردار

حافظ حمود الرحمٰن (مانچسٹر، برطانیا)

میں مکمل طور پر اپنے بھائیوں سے اتفاق کرتا ہوں جو اس گستاخانہ فلم کے خلاف مظاہروں کے لیے باہر نکلے ہیں جس میں کائنات کی مقدس ترین ہستی امام الانبیاء سید الاولین والآخرین حضرت محمد ﷺ کی ہتک اور توہین کی ناپاک کوشش کی گئی۔ میں پر زور مطالبہ کرتا ہوں کہ جس کسی کا بھی اس فلم کے ساتھ قریب کا یا دور کا تعلق ہے اور اس ذلیل ترین حرکت کے ارتکاب میں اس کا کوئی کردار ہے اُسے انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے اور عدل وانصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اسے قرار واقعی عبرت ناک سزادی جائے۔

آج پورا یورپ، جو شخص آزادی اور احترام انسانیت کا دعوے دار ہے اور وہ ممالک جو جمہوریت کا راگ الاپتے ہیں اور وہ جو ملٹی فیتھ (کثیر الادیان) معاشروں کی تشکیل کے لیے کوشاں ہیں اور تمام ادیان اور مقدس ہستیوں کے احترام کی اہمیت کو اُجاگر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، میرا اُن سے سوال ہے کہ یہ سارے دعوے کہاں گئے ہیں؟ کیا شخصی آزادی اور تحریر وتقریر کی حریت کا مطلب یہ ہے کہ انبیائے کرام، مذہبی مقدسات کی توہین کی جائے اور ڈیڑھ دو ارب مسلمانوں کی دل آزاری کی جائے......!

اس مقدس اور محترم ذات ہستی کی توہین کا ارتکاب کرنے والے میرے نزدیک اس ذہنی مریض کی طرح ہیں جو سورج کی آب وتاب اور چمک سے چڑ کر سورج کی طرف منہ کر کے تھوکنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ آفتاب کو داغ دار نہیں کرسکتا البتہ خود اس کا اپنا چہرہ اس کی اپنی ہی غلاظت سے غلیظ اور آلودہ ہو جاتا ہے۔

بقول شاعر جو رہبر انسانیت علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے:

یا صاحب الجمال ویا سید البشر
من وجهك المنير لقد نور القمر
لا يمكن الثناء كما كان حقه
بعد أز خدا بزرگ توئی قصه مختصر

آج اُس ہستی کی توہین کا ارتکاب کر کے مسلمانوں کی دل آزاری کی گئی اور اس موقع پر امریکا سمیت یورپی ممالک کا کردار ایک سوالیہ نشان ہے۔

لیکن میرے مسلمان بھائیو! آپ کی دینی غیرت وحمیت مادح رسول ﷺ اور شاعر النبی ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اس شعر کی طرح ہونی چاہیے:

هجوت محمداً فأجبت عنه
وعند الله في ذاك الجزاء

''تم نے نبی علیہ السلام کی ہجو کی اور میں نے ان کی تعریف کے ساتھ اس کا جواب دیا اور میرے اس عمل کا بدلہ میرے اللہ کے ہاں ہوگا۔''

اس شعر کا تقاضا ہے کہ آپ اپنے غم وغصے کا اظہار کریں اور مہذب انداز میں اپنے آقا ومولیٰ ﷺ کے ساتھ اپنے قلبی تعلق اور جذباتی وابستگی کا اعلان کریں اور سر عام کریں اور بار بار کریں۔

لیکن معاف کیجیے گا میں ان مسلمانوں کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا جو ناموسِ رسالت کے نام پر باہر نکلتے ہیں تا کہ اس مقدس کام کی آڑ میں تخریبی اور تدمیری کارروائیاں کریں اور رسولِ رحمت کے نام پر قتل وغارت کا بازار گرم کریں۔

ہم سب جانتے ہیں اور خوب جانتے ہیں جو حوادث اور واقعات

پاکستان سمیت لیبیا، مصر، یمن اور دیگر ممالک میں پیش آئے ہیں اسلام ان کی کبھی بھی اور کسی صورت اجازت نہیں دیتا۔

میرے بھائیو! ہمارے پاس بہت سے دیگر وسائل ہیں جن کے ذریعے ہم دنیا پر ثابت کرسکتے ہیں کہ اسلام علم ومعرفت، تہذیب وتمدن اور تحمل وبرداشت کا مذہب ہے۔ یہ تخریب کاری اور فساد وبربادی سے پاک تعمیر وتربیت کا درس دیتا ہے۔ یہ اکرامِ انسانیت کا علَم بردار ہے۔ اور پیغمبر اسلام ﷺ وہ ہستی ہیں جنھوں نے انسانیت کو زندگی اور حیات کا مفہوم بتایا۔ جنھوں نے جدید تہذیب وتمدن کی بنیادیں استوار کیں جو پوری انسانیت کے ماتھے کا جھومر ہیں۔ وہ رہبر اسلام کے ساتھ ساتھ فخر انسانیت بھی ہیں اور پوری انسانیت ان کی احسان مند ہے، جیسا کہ مغربی دانش وَر برناڈ شا، مائیکل ہارٹ، لیوٹولسٹائی اور ریل ڈیورینٹ وغیرہ کہتے ہیں۔ ان کی کتابیں اور تحریریں اس بات کی گواہ ہیں۔ جن وسائل اور طریقوں سے ہم گستاخانہ فلم کا بہترین جواب دے سکتے ہیں اور اسلام کے عالم گیر پیغامِ امن کو عام کرنے میں اپنا کردار ادا کرسکتے ہیں وہ مختصراً یہ ہیں:

۱: ایک تو فوری طور پر تمام مسالک کی نمائندہ عالمی اسلامی کانفرنس بلائی جائے جس میں اس جسارت کا علمی اور تحقیقی جائزہ لیا جائے اور پھر تمام اسلامی ممالک کی طرف سے عالمی سطح پر اِس کا بھرپور جواب دیا جائے۔

اور پھر قانونی طور پر جو لوگ اس گستاخانہ فلم کے پیچھے ہیں ان کو عالمی انصاف کی عدالت میں کھڑا کیا جائے۔

۲: یورپ، امریکا اور آسٹریلیا کے ممالک میں خصوصاً اور پوری دنیا میں عموماً جو اسلامی مراکز، ادارے اور مساجد ہیں ان کے کردار کو بہتر بنایا جائے اور ان میں جدید وسائل اور ٹیکنالوجی کو بروئے کار لاتے ہوئے عظیم الشان لائبریریاں قائم کی جائیں۔ عظمت اسلام، اسلامی فقہ، تاریخ اسلام، اسلامی ثقافت، سیرت النبی ﷺ اور اسلام اور مسلمانوں کی علمی اور تعلیمی خدمات جیسے موضوعات پر مواد رکھا جائے بلکہ اس کا مشہور اور بڑی عالمی زبانوں میں ترجمہ کرکے افادۂ عام کے لیے تقسیم کیا جائے۔

۳: ان مراکز اور اداروں میں مشہور ومعروف علماء اور اسکالرز کو گاہِ گاہِ دعوت دی جائے کہ وہ اپنے بہترین علم، تجربے اور کمال حکمت کو استعمال کرتے ہوئے اپنے آقا ومولیٰ پیغمبر علیہ السلام کی سیرت طیبہ، اور اسلامی حضارۃ اور تہذیب وتمدن پر لیکچرز دیں اور پھر ان لیکچرز کا عالمی زبانوں میں ترجمہ کرکے ان اداروں کی طرف سے انھیں تقسیم کیا جائے۔

۴: مسلمان علماء اور ادباء چھوٹے چھوٹے کتابچے لکھیں جن کا عنوان ہو: ''اسلام کیا ہے؟''، ''پیغمبر اسلام کون ہیں؟''، ''ادیان عالم اور اسلام کا کردار خدمتِ انسانیت میں''، ''اسلام اور پیغام اسلام''، ''اسلام دین امن اور پیغمبر اسلام داعی امن''، دنیا میں گہوارۂ امن دینِ اسلام وغیرہ وغیرہ۔ اور پھر ان کتابچوں کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کرکے پبلک مقامات پر، مثلاً: ریلوے اسٹیشن، بس اسٹاپ، سڑک اور دیگر پر رونق مقامات پر ان کو تقسیم کیا جائے۔ اور یہ ہمارا شخصی حق ہے جس کا اعتراف جمہور اور جمہوریت والے کرتے ہیں۔

۵: ہم مسلمان اللہ اور رسول ﷺ اور ان کی سنت اور ذات کی طرف واپس پلٹیں، اس لیے کہ قرآن وسنت کے بغیر نہ تو ترقی ممکن ہے اور نہ ہی کوئی علم ومعرفت اور نہ ہی شرف وعزت۔

۶: شرعی علوم کے ساتھ ساتھ جدید علوم اور سائنسی علوم میں بھی کمال اور عروج حاصل کیا جائے، تاکہ دنیا کو ہم پیغام دے سکیں کہ اسلام ہی انسانیت کا ماضی تھا اور یہی حال ہے اور یہی مستقبل ہے۔ کل بھی مسلمان عظیم تھے اور آج بھی عظیم ہیں۔ یورپ کے اندھیروں کو اسلامی علم نے دُور کیا اور آج بھی مسلمان دنیا کی ضرورت ہیں۔ اسلام کے بغیر دنیا اندھیری ہے اور اگر آج انسانیت تعصب اور عناد کو ختم کرکے انصاف کی نظر سے مذاہب عالم کا جائزہ لے تو دینِ اسلام اور پیغمبرِ اسلام ہی صرف اور صرف امنِ انسانیت کے ضامن ہیں۔

۶: اسلامی دینی قیادت سے میری پوری دنیا میں درخواست ہے کہ

اپنے مسلکی گروہی تعصّبات سے بالاتر ہوکر قرآن وسنت کے اسٹیج پر اُمتِ مسلمہ کو یکجا کریں۔

آج پوری دنیا میں جتنی اسلامی جامعات اور دینی مدارس ہیں وہ قرآن وسنت کی بجائے صرف اپنے اپنے مسالک اور گروہوں کی تعلیمات عام کرنے میں مصروف ہیں۔ اسلامی وحدت میں مسلمانوں کو پرونے کی بجائے گروہ بندی اور دھڑے بندی کی دلدل میں پھینک رہے ہیں جس کا نتیجہ عوام الناس کی دین سے دُوری اور مسلمانوں کی ذلت اور اقوامِ عالَم میں ان کی بے قدری کی شکل میں نظر آرہا ہے۔ ہماری دینی اسلامی قیادت اس افتراق وتقسیم کے مہلک مرض کی تشخیص کرتے ہوئے اس کے علاج کا بندوبست کرے اور أمة واحدة اور أمة وسطاً کی حقیقی تعبیر کی طرف عامة المسلمین کو لے کر آئے، یہ ان کی دینی مذہبی ذمہ داری ہے۔

اور آخر میں میں عرض کرتا ہوں کہ جب بھی مغرب نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف شرانگیزی اور زہریلے پروپیگنڈے کا بازار گرم کیا اور اپنے متعصب اور غیر منصفانہ میڈیا کے ذریعے مسلمانوں کی کردار کشی کی مذموم حرکت کی، بغض وعناد اور جھوٹ پر مبنی مشتعلانہ اتہامات پیغمبرِ اسلام اور اہلِ اِسلام پر لگائے تو پوری دنیا میں عموماً اور مسلمانوں میں خصوصاً بیداری اور دینی وابستگی کی لہر پیدا ہوئی اور خصوصاً عالَمِ مغرب میں اسلام اور مسلمانوں کو فتح عظیم نصیب ہوئی۔ اللہ کی مدد اور نصرت نے دعوتِ اسلام کو تقویت وقبولیت سے مالا مال کردیا۔

میرا یورپ میں سولہ سالہ قیام مجھے بتاتا ہے کہ ۹/۱۱ کے بعد پورے یورپ اور امریکا وغیرہ میں جس تیزی سے اسلام پھیلا اور مقبول ہوا ہے اس کا کبھی تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ آج صرف یو کے میں ہر سال سات سے آٹھ ہزار مرد وعورت، چھوٹے بڑے اسلام کے دامنِ امن ونجات میں آکر پناہ لیتے ہیں۔ فرانس میں ان کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ اسی طرح یورپ کے دیگر ممالک میں بلکہ امریکا سمیت جاپان وغیرہ بڑے تیزی سے اسلامی دعوت کی نشر واِشاعت کا مرکز بن رہے ہیں۔

آج ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں عیسائی اور دیگر مذاہب کے پیروکار اسلام قبول کرکے عالَمِ کفر کو ورطۂ حیرت میں ڈالے ہوئے ہیں کہ ہم دن رات اسلام کو بدنام کرتے ہیں اور پیغمبرِ اسلام کی کردار کشی کرتے ہیں لیکن ہماری نسلیں ہیں کہ دین اسلام کے دائرے میں داخل ہو رہی ہیں۔ ہم اسلام کو دہشت گرد مذہب ڈیکلیئر کرنے پر تلے ہوئے ہیں لیکن ہماری عورتیں اور مرد فوج در فوج اس دین میں داخل ہورہے ہیں۔

ہم اپنی دولت، قوت، طاقت اور پوری توانائی اسلام کے بڑھتے ہوئے اثر ورسوخ کے راستے میں رکاوٹ پیدا کرنے کے لیے استعمال کررہے ہیں مگر یہ اسلامی سیلاب ہے کہ اُمڈتا ہی چلا آرہا ہے۔

میرے مسلمان بھائیو! حقیقت بات یہ ہے کہ آج اسلام کے راستے میں اگر کوئی رکاوٹ ہے تو وہ ہمارا، یعنی مسلمانوں کا اپنا کردار ہے۔ ہمارا اپنا رویہ سب سے زیادہ اسلام کو نقصان پہنچا رہا ہے۔

ہماری تنگ ذہنی، تعصب اور جمود سے بھری زندگی، تحمل، برداشت اور بردباری سے عاری کردار، قرآن وسنت سے دور بے عملی سے بھرپور دن رات، احکامِ شریعت سے بیزار حکومتیں، مفادات اور حکومت واِقتدار کی بھوکی سیاسی قیادت، دین فروش دنیا کے پجاری مسلکی گروہی تعصب کی شکار دینی قیادت آج اسلام کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔

وگرنہ اس گستاخانہ فلم نے پوری امت مسلمہ کو جس طرح بیدار کیا ہے آج مشرق ومغرب اور شمال وجنوب میں تحفظِ ناموسِ رسالت کے لیے پوری امت یکجا اور بیدار ہوچکی ہے۔ ہماری بڑی بدنصیبی ہوگی اگر ہم نے یہ موقع ضائع کردیا۔ کہتے ہیں کہ لمحوں کی غلطیاں امتوں کو صدیاں سزا دیتی ہیں۔

آؤ مسلمانو! اپنے کردار کا جائزہ لیں۔ مایوس نہ ہونا اللہ کی مدد بس آنے ہی والی ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم امت مصطفیٰ ﷺ ہونے کا حق ادا کریں وگرنہ خدا نہ کرے ایسا ہو ؎

زمانہ تو بڑے شوق سے سن رہا تھا
تم ہی سو گئے داستاں کہتے کہتے

مقامِ رسالت ﷺ

توہین رسالت پر مبنی فلم اور امریکی دہشت گرد سام

محمد زبیر آلِ محمد (مدیر جامعہ اسلامیہ، سوڈھی جیوالی، ضلع خوشاب)

''اسلام ایک کینسر ہے''، یہ نظریہ ۵۲ سالہ اسرائیلی کا ہے جو امریکا میں پراپرٹی ڈیلر کا کام کرتا ہے اور کیلی فورنیا میں سام باسل کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ ایک مذہبی انتہا پسند یہودی ہے۔ اسلام سے اس کی نفرت اور مسلمانوں سے تعصب نے اسے ۱۰۰ یہودی تاجروں سے ۵۰ لاکھ ڈالر جمع کرنے پر مجبور کیا، تاکہ وہ مسلمانوں کے خلاف ایک فلم تیار کرے۔ اس فلم کی تیاری میں اس نے چند مصری قبطی تارکین وطن کا تعاون لیا اور امریکا میں اس کا آغاز کر دیا۔

۲۰۱۱ء کے آخر میں اس فلم کو تیار کر لیا گیا تھا۔ اس فلم کا دورانیہ ۲ گھنٹے ہے۔ اس فلم کو انگریزی میں تیار کیا گیا اور ۳۰ / جون ۲۰۱۲ء کو جب ہالی وڈ کے ایک چھوٹے سے سینما میں اسے دکھایا گیا تو اس کا نام ''اسامہ بن لادن کی معصومیت'' تھا۔ جب اسے مصری ٹیلی ویژن چینل ''الناس'' پر چلایا گیا تو اس کا نام "Innocence of Muslims" (مسلمانوں کی معصومیت) سامنے آیا۔

سام باسل نے تین ماہ کے دوران اس کے انگریزی مسودے کو خود تیار کیا۔ اس فلم میں پروڈیوسر اور ڈائریکٹر کے ہمراہ ۵۹ فنکاروں اور ۴۵ دیگر افراد نے پس کیمرہ کام کیا۔ امریکی پادری گستاخ قرآن ٹیری جونز بھی اس فلم کا ایک کردار ہے۔ یہ فلم امریکا میں تیار کی گئی۔ ٹیری جونز نے بھی اس فلم کے کچھ مناظرے اپنے گرجا گھر میں فلمائے ہیں اور اب اس فلم کی تشہیر بھی وہ خود ہی کر رہا ہے۔ اس کے بہ قول فلم کی تشہیر کے سلسلے میں ان کا سام باسل سے رابطہ تھا لیکن اس کی سام باسل سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی اور نہ ہی ان کی شناخت کر سکتا ہے۔ ایک مصری نژاد امریکی موریس صادق بھی فلم کی تشہیر میں کردار ادا کر رہا ہے جو اسلام مخالف نیشنل امریکن کاپٹک اسمبلی سے تعلق رکھنے والا ہے۔ اور اس فلم کی ۱۳ منٹ کی فوٹیج یوٹیوب پر بھی نشر کی جا چکی ہے۔ اس فلم کا عربی میں ترجمہ اور اس کا عرب ٹی وی اسٹیشنوں پر نشر ہونا ہی تھا کہ مظاہرے پھوٹ پڑے تو ساتھ ہی سام انگریزی سے عربی میں ڈبنگ سے لاعلمی ظاہر کرتے ہوئے روپوش ہو گیا۔ جب کہ حقیقت حال یہ ہے کہ سام خود بھی مصری لہجے سے واقف ہے اور اس کے خاندان کے بعض ارکان بھی مصر میں رہتے ہیں۔ سام نے اپنے ٹھکانے کو صیغۂ راز میں رکھنے کا وعدہ لیتے ہوئے اسرائیل سے شائع ہونے والے عبرانی اخبار ''ہارٹز'' اور امریکی روزنامہ ''وال اسٹریٹ جنرل'' سے ٹیلی فون پر بات کی ہے۔

۱۱/۹ کی دسویں سالگرہ پر امریکی پادری ٹیری جونز نے مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآنِ مجید کو نذرِ آتش کر کے توہین قرآن کا ارتکاب کیا اور گستاخِ قرآن ٹھہرا۔ جب کہ ۱۱/۹ کی گیارھویں سالگرہ پر اسرائیلی نژاد امریکی یہودی نے توہین رسالت پر مبنی فلم تیار کر کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی دل آزاری کی جس سے دنیا بھر میں اشتعال پیدا ہوا۔ جلسے، احتجاج، ریلیاں، فائرنگ اور جلاؤ گھیراؤ کے حالات پیدا ہونا ایک لازمی امر تھا جس سے جانی اور مالی نقصان ہوا اور ہو رہا ہے حتی کہ غیر مسلم اقوام خود بھی غیر محفوظ ہو گئے جب کہ لیبیا میں امریکی سفیر کرسٹوفر سٹیونز بھی ہلاک ہو گیا۔

اہل اسلام کے نزدیک اپنی جان، مال اور اولاد سے زیادہ عزیز حضرت محمد ﷺ کی ذات اور مقام ہے۔ سب کچھ قربان کرنے کے باوجود بھی ہم سمجھتے ہیں کہ محبت کا حق ادا نہیں ہوا۔ خلیفہ ہارون الرشید نے امام مالک رحمہ اللہ سے نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کا حکم دریافت کیا تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اس امت کو

زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں جس کے نبی کو گالیاں دی جائیں۔“

ان تمام حالات کی خرابی اور نقصانات کا ذمہ دار ٹیری جونز، اسرائیلی یہودی سام باسل اور اس کے رفقاء، ۱۰۰ یہودی تاجر اور ایسی حرکات کی سرپرستی کرنے والی یہودی اور عیسائی حکومتیں ہیں جن کی وجہ سے دنیا کا امن تباہ ہوا۔ اسی انتہا پسند یہودی دہشت گرد کی وجہ سے اشتعال پیدا ہوا۔ اسے گرفتار کرکے مسلمانوں کے حوالے کیا جائے تاکہ پھانسی کا پھندہ اس کی گردن کے منکے کو توڑ کر اس کی سانسوں کو روک دے۔ بہ صورت دیگر کوئی مسلم نوجوان اس کی چلتی ہوئی نبض کو روکنے کے لیے کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے گا تو اسے دہشت گرد کے نام سے پکارا جائے گا۔ امریکی کمانڈوز کی انسداد دہشت گردی کی ٹیمیں اور امریکی بحریہ کے جنگی جہاز احتیاطی تدابیر کے طور پر مختلف ساحلوں کے قریب روانہ کرنے سے قبل غور کریں، سوچیں اور انصاف سے فیصلہ کریں کہ ایسے اقبح القبائح ”عمل“ کو دہشت گردی نہ سمجھنے والے ”ردعمل“ کو کب تک دہشت گردی کہتے رہیں گے۔

ایک گستاخِ رسول عیسائی کو جب قبر کی مٹی نے رات کے اندھیرے میں باہر پھینک دیا تو عیسائی حضرت محمد ﷺ اور آپ کے رفقاء کو قصور وار جان رہے تھے۔ لیکن کئی دن کی کوششوں کے بعد یہ اعتراف کرنا پڑا کہ توہینِ رسالت کی وجہ سے اس کے وجود کو زمین بھی قبول نہیں کر رہی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ اس واقعہ کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں:

”كان رجل نصرانيا فأسلم وقرأ البقرة وآل عمران فكان يكتب للنبي ﷺ فعاد نصرانيا فكان يقول: ما يدري محمد إلا ما كتبت له فأماته الله فدفنوه فأصبح وقد لفظته الأرض فقالوا: هذا فعل محمد وأصحابه لما هرب منهم نبشوا عن صاحبنا فألقوه. فحفروا له فأعمقوا فأصبح وقد لفظته الأرض فقالوا: هذا فعل محمد ﷺ وأصحابه نبشوا عن صاحبنا لما هرب منهم فألقوه. فحفروا له وأعمقوا له في الأرض ما استطاعوا فأصبح وقد لفظته الأرض فعلموا أنه ليس من الناس فألقوه.“ (صحيح بخاري)

”ایک شخص پہلے عیسائی تھا، پھر وہ مسلمان ہوگیا۔ اس نے سورۂ بقرۃ اور آل عمران پڑھ لی تھی اور وہ نبی ﷺ کے لیے وحی لکھتا تھا۔ پھر وہ شخص مرتد ہو کر عیسائی ہوگیا اور کہنے لگا کہ محمد ﷺ کے لیے جو کچھ میں نے لکھ دیا ہے اس کے سوا اسے اور کچھ بھی معلوم نہیں (نعوذ باللہ من ذلک)۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی موت واقع ہوگئی تو اس کے ساتھیوں نے اسے دفن کیا۔ جب صبح ہوئی تو انھوں نے دیکھا کہ اس کی لاش قبر سے نکل کر زمین کے اوپر پڑی ہے۔ عیسائیوں نے کہا کہ یہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا، اس لیے انھوں نے اس کی قبر کھودی ہے اور لاش کو باہر نکال کر پھینک دیا ہے۔ چنانچہ دوسری قبر انھوں نے کھودی جو بہت زیادہ گہری تھی لیکن صبح ہوئی تو لاش پھر باہر تھی۔ اس مرتبہ بھی انھوں نے یہی کہا کہ یہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا، اس لیے اس کی قبر کھود کر انھوں نے لاش باہر پھینک دی ہے۔ پھر انھوں نے قبر کھودی جتنی گہری ان کے بس میں تھی، پھر اس کے اندر اسے ڈال دیا لیکن جب صبح ہوئی تو پھر لاش باہر پڑی تھی۔ اب انھیں یقین ہوگیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے (بلکہ یہ میت عذاب خداوندی میں گرفتار ہے)، چنانچہ انھوں نے اسے یوں ہی زمین پر پھینک دیا۔“

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۵ پر)

شانِ رسالت اور توہین آمیز فلم

قاری محمد حسن سلفی، ٹبہ سلطان پور

پیغمبر اِسلام حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی شان وعظمت سے کسی کو انکار نہیں، وہ سیّد ولد آدم ہیں اور تاج دارِ ختم نبوت ہیں۔ قرآن ہی نہیں تمام آسمانی کتب وصحائف آپ ﷺ کی مدح سرائی میں رطب اللسان ہیں۔ آپ ﷺ ہی کے لیے عالم ارواح میں انبیائے کرام سے میثاق لیا گیا۔ آپ ﷺ ہی کو اس وقت نبی لکھ دیا گیا تھا کہ جب ابھی آدم مٹی وروح کے درمیان تھے۔ آپ ﷺ ہی کی آمد سے ہزاروں سال پہلے ابراہیم علیہ السلام نے دعائیں مانگی تھیں اور عیسیٰ علیہ السلام بشارتیں سناتے گئے تھے۔ آپ ﷺ ہی وہ عظیم ہستی ہیں جو خیر البشر، افضل البشر اور سیّد البشر ہیں۔ اللہ کریم نے تمام کائنات سے بڑھ کر آپ ﷺ کو شان عطا فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کو امامت انبیاء کا اعزاز عطا ہوا۔ الغرض ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

زمانہ شاہد ہے کہ آپ ﷺ کے اعلانِ نبوت سے اب تک آپ ﷺ کی نبوت ورسالت، آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب اور آپ ﷺ کے یارانِ باوفا کی سچائی کا کوئی انکار نہیں کرسکا۔ آپ ﷺ کی نبوت برحق، کتاب برحق، امت برحق اور آپ ﷺ کا دین دینِ اسلام برحق ہے۔

پہلے دن سے ہی کفر نے دلائل کی بازی ہارنے پر اوچھے ہتھکنڈے اختیار کرنا شروع کردیے جیسے آج دنیائے کفر کررہی ہے۔ کفر کے اساطین نے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کا راستہ روکنے کے لیے کون سا بند نہیں باندھا؟ کبھی ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے تو کبھی آپ ﷺ پر شرم ناک قسم کی آوازیں کسی گئیں، بُرے القابات سے پکارا گیا اور آپ ﷺ کو جھوٹا (معاذ اللہ) ثابت کرنے کے لیے آپ ﷺ کی توہین بھی کی گئی مگر بہ زبان شاعر ؎

تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

جیسے جیسے وہ توہین میں بڑھتے گئے ویسے ہی ربّ کائنات جواب دے کر ہمارے نبی کی شان بڑھاتا گیا۔ چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

❀......حضور نبی کریم ﷺ کے بیٹے کی وفات پر کفار ومشرکین نے کہا:

”بس اب تو ان کا نام مٹ جائے گا۔ بیٹوں سے نسلیں چلتی ہیں، اگر اس کے رب کو اس سے پیار ہوتا تو بیٹا نہ مرتا۔ اس کی نسل کٹ گئی ہے۔“

رب کریم نے ایک ایسی سورت نازل فرمائی جس کے اترتے ہی ہمارے نبی ﷺ کے غم زدہ چہرے پر چمن کی کھلی ہوئی کلیوں کی طرح تبسم آگیا، فرمایا:

﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝﴾ [الکوثر: ۱-۳]

”بیشک ہم نے آپ کو کوثر عطا کردیا ہے۔ آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔ بیشک آپ کا دشمن ہی جڑ کٹا ہے۔“

بہ ظاہر یہ چھوٹی سی سورت ہے مگر اس میں ربّ نے اپنے محبوب کی شان کو بیان کرتے ہوئے گویا دریا کو کوزے میں بند کردیا ہے۔ سبحان اللہ

❀......کفار ومشرکین نے کہا:

﴿وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا﴾ [الرعد: ۴۳]

”کافروں نے کہا: تُو رسول ہی نہیں۔“

رب العالمین نے فرمایا:

﴿یٰسٓ o وَ الْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ o اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ o﴾ [یٰس: ۱-۳]

’’قسم ہے حکمت والے قرآن کی، بیشک آپ رسولوں میں سے ہیں۔‘‘

❀...... کفار ومشرکین نے کہا:

﴿وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ o﴾ [الزخرف: ۳۱]

’’کافروں نے کہا: یہ قرآن ان دو بڑی بستیوں کے آدمی پر کیوں نہ اتارا گیا۔‘‘

رب العالمین نے جواب دیا:

﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ o عَلٰی قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ o﴾ [الشعرآء:]

’’نازل کیا اس کو روح الامین نے آپ کے دل پر تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہو جائیں۔‘‘

❀...... کفار ومشرکین نے حضور نبی کریم ﷺ کو ’’مجنون‘‘ ہونے کا طعنہ دیا تو خالق ارض وسماء نے یوں مدح سرائی فرمائی:

﴿نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ o مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ o وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ o وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ o﴾ [القلم: ۱-۴]

’’قسم ہے قلم کی اور جو وہ لکھتے ہیں آپ اپنے رب کی نعمت سے دیوانے نہیں اور بیشک آپ کے لیے اجر ہے نہ ختم ہونے والا۔ اور بیشک آپ بڑے اخلاق کی بلندی پر ہیں۔‘‘

میرے محترم ومحتشم قارئین! غور فرمائیں کہ کیسے اللہ کریم قسمیں اٹھا اٹھا کر اپنے محبوب پیغمبر کی شان بیان کر رہا ہے۔

❀...... اسی طرح آپ چند دن بیمار رہنے کی وجہ سے عبادت کے لیے نہ اٹھ سکے تو ابولہب کی بیوی ام جمیل نے کہا: اے محمد ﷺ! لگتا ہے تیرا شیطان تجھے چھوڑ گیا ہے۔ (معاذ اللہ) (صحیح بخاري)

تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی:

﴿وَالضُّحٰی o وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی o مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی o وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی o﴾ [الضحی: ۱-۴]

’’قسم ہے صبح کی روشنی کی۔ اور رات کے اندھیرے کی۔ نہ تیرے رب نے تجھے چھوڑا اور نہ تیرے ساتھ ناراض ہوا۔ تمھارا آخر بہتر ہے تمھارے لیے آغاز سے۔‘‘

یہ تمام آیات بدر کامل کی طرح چمک دار ہیں کہ توہین وتنقیص کرنے والوں کے جواب میں قرآن اترتا آیا بلکہ مالک ارض وسماء نے یہ بھی فرمایا:

﴿اِنَّا کَفَیْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِیْنَ o﴾ [الحجر: ۹۵]

’’بیشک تیرا انداق اڑانے والوں کو ہم کافی ہیں۔‘‘

آج بھی عالم کفر صاحبِ شرف وکمال محمد ﷺ کی گستاخی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ اصل میں تو یہ ان کی شکست کی واضح دلیل ہے کہ نائن الیون کا ڈرامہ رچا کر معصوم افغانوں پر قہر فرعونی بن کر آنے والا آج دنیا کے سامنے ذلت کی موت مر رہا ہے مگر اپنے منہ سے لفظ ’’شکست‘‘ کہنے اور ماننے کو تیار نہیں۔ اب اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آیا ہے، کبھی قرآن مقدس کو ٹوائلٹ میں بہایا جاتا ہے، کبھی نذر آتش کیا جاتا ہے۔ اور اب صاحب قرآن کے خاکے بنانے کے بعد پوری ایک فلم بنا ڈالی ہے۔ پوری دنیا کے مسلم سراپا احتجاج ہیں مگر اس فیل مست کو کوئی پروا نہیں ہے۔ امریکا اور اس کے گماشتے کسی بھول میں نہ رہیں اگر تم تک کوئی غازی علم الدین اور غازی عامر چیمہ نہ بھی پہنچا تو قہر الٰہی سے تو تم کبھی نہیں بچ پاؤ گے:

﴿اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِیْدٌ o﴾ [البروج: ۱۲]

یعنی محمد ﷺ کے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

وہ رب کہ جس نے وہ لفظ بدل دیا جس سے آپ ﷺ کی توہین کا پہلو نکلتا تھا اور اس کی جگہ دوسرا لفظ دے دیا، فرمایا:

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ [البقرة: ۱۰۴]

”اے ایمان والو! ”راعنا“ نہ کہو ”انظرنا“ کہو اور سنو کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

وہ رب اپنے پیغمبر کی توہین وتنقیص کیسے برداشت کرسکتا ہے۔ ہر پیغمبر اللہ کا نمائندہ ہوتا ہے، وہ داعی الی اللہ ہوتا ہے، اس کے تمام معاملات کی ذمہ داری اللہ جل شانہ کے ذمہ ہوتی ہے۔ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایک شرم ناک الزام لگایا جو پیغمبر کی شان کے خلاف تھا تو اللہ ربّ العالمین نے کمال قدرت سے پتھر کو دوڑنے کی طاقت دے کر اپنے نبی کو اس الزام سے بری کردیا تھا اور فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا﴾

[الأحزاب : ٦٩]

”اے ایمان والو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جنھوں نے موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف دی تو اللہ نے بری کردیا اس سے جو وہ کہتے تھے اور وہ (موسیٰ علیہ السلام) اللہ کے نزدیک بہت خوب صورت تھے۔“

وہ رب تو اپنے نبیوں کے متعلق اتنی بات برداشت نہیں کرتا۔ ختمی المرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اتنی بڑی گستاخی کیسے برداشت کرلے گا۔

﴿فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ﴾ [الإعراف : ۷۱]

پہلے تمھارے فوجی خودکشی کرتے رہے، تم پر سیلاب آئے، زلزلے آئے، طوفان چلے ہیں، تمھارے فوجی نفسیاتی مریض بن کر فوج سے دوڑ رہے ہیں، ہم ان شاء اللہ اس دن کے منتظر ہیں کہ جب امریکا بدمعاش پوری دنیا کے سامنے ذلیل ہوگا، ان شاء اللہ۔

اس کا غرور خاک میں ملے گا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہوں گے اور اس امت مسلمہ پر ڈھانے والے ایک ایک ظلم کا بدلہ چکانا پڑے گا۔ ہمارے نبی کی شان تو لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہی ہے اسے کوئی کم نہیں کرسکتا۔

میرے ہزار دل ہوں تصدق حضور پر
میری ہزار جان ہو قربان مصطفیٰ

بقیہ

توہین رسالت پر مبنی فلم اور امریکی دہشت گرد سام

ابتدائے اسلام ہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے مسلمانوں کی گوناگوں عقیدت ومحبت کے مظاہر جا بہ جا بکھرے نظر آتے ہیں۔ ہر دور میں اہل ایمان نے لازوال داستانیں رقم کی اور شتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکبین کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہودیہ عورت کو، ایک نابینا صحابی نے اپنی لونڈی امّ ولد کو، عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے عصماء بنت مروان کو، ۱۲۰ سالہ بوڑھے ابوعفک کو سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے، کعب بن اشرف یہودی کو محمد بن مسلمہ اور ان کے رفقاء نے، ابورافع یہودی تاجر کو عبداللہ بن عتیق رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور ابن خطل کی گردن حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اڑادی گئی۔ گستاخِ رسول کی سزا یہی ہے۔ ان حالات میں اب ضرورت ہے کہ عالمی سطح پر اسلامی قانون کو نافذ کرایا جائے جو ایسے بدبختوں کی روک تھام میں مؤثر ترین قانون ہے۔

ایسا کرنا آزادی رائے نہیں ہے بلکہ بے ہودگی اور شرف انسانیت کی توہین ہے۔

اسلام امن وسلامتی کا مذہب ہے ہر نبی اور آسمانی کتاب کا احترام اہل اسلام پر فرض ہے۔ صرف یہودی اور عیسائی ہی ہیں جو مسلمانوں کے نبی کی گستاخی کرتے ہیں۔ اہل مغرب نے ایسی ہرزہ سرائی، بے ہودگی اور گستاخانہ حرکات کو ترک نہ کیا تو انھیں اپنے سفیروں کو محفوظ رکھنا بہت مشکل ہوجائے گا اور میزبان ملک کے لیے تحفظ فراہم کرنا بھی ناممکن بن جائے گا کیونکہ اہل اسلام کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت ہر چیز سے بڑھ کر ہے اور اتنی اہم چیز کی حفاظت میں وہ اپنی جان ومال کی بھی پروا نہیں کرتے۔

خدمات علمائے اہل حدیث

ختم نبوت کی تحریکوں میں علمائے اہل حدیث کا کردار

محمد یوسف انور

عقیدۂ ختم نبوت ہر مسلمان پر واضح ہے۔ امت مسلمہ کی اجتماعیت اسی عقیدے سے وابستہ ہے۔ اگر کوئی شخص ختم نبوت کی نفی کرتا ہے یا اس میں کمی وبیشی کا مرتکب ہوتا ہے تو گویا وہ اسلام کی خوب صورت عمارت میں نقب زنی کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ [الأحزاب: ٤٠]

''کہ (نبی مکرم محمد مصطفیٰ ﷺ نہ صرف اللہ کے رسول ہیں) بلکہ تمام انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں۔''

اور خود آپ ﷺ نے فرمایا:

((أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي .))

''میں انبیاء کو ختم کرنے والا ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان فرامین کے تحت تمام امت کا ختم نبوت کے عقیدے پر اجماع واتحاد ہے، جس سے انحراف یا اختلاف متفقہ طور پر دائرۂ اسلام سے اخراج ہے۔ پوری امت کا اس امر پر بھی اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص آپ ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا تو وہ جھوٹا اور کذاب ہے۔ امت اس پر بھی متفق ہے کہ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام جنھیں زندہ آسمانوں پر اٹھایا گیا ہے، ان کا نزول دوبارہ ہوگا مگر نبی کی حیثیت سے نہیں بلکہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی کی حیثیت سے۔

سرزمینِ ہند میں جب قادیان کے مرزا غلام احمد نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تو علمائے امت نے اس فتنے کے سدباب کے لیے بھرپور کردار ادا کیا اور اس عظیم جدوجہد میں علمائے اہل حدیث کی خدمات سرفہرست، اولیت اور امتیازی حیثیت رکھتی ہیں، چنانچہ آغا شورش کاشمیری نے اپنی زندگی کی آخری تصنیف ''تحریک ختم نبوت'' میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کی سب سے پہلے سرکوبی کرنے والے مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ اہل حدیث تھے۔ جنھوں نے جگہ جگہ مرزا کا تعاقب کرکے اس کے مذموم مقاصد اور دعاوی کو باطل ثابت کیا۔ انھوں نے اپنے استاذ گرامی میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوکر ایسے غلط عقائد اور دعوے کرنے والے شخص کے بارے میں کفر کا فتویٰ حاصل کیا جب کہ دوسرے مکاتب فکر ابھی سوچ بچار کررہے تھے اور مرزا کے ان گمراہ کن عقائد کے صغرے کبرے بنانے میں لگے ہوئے تھے۔ انھی دنوں میں سردار اہل حدیث مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے تو قادیان جاکر مرزا کو للکارا لیکن اسے مولانا موصوف کا سامنا کرنے کی جرأت نہ ہوسکی۔ اس سلسلے میں قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ کی تحریری وتقریری کاوشوں کو کون نظر انداز کرسکتا ہے جن کے بعد مولانا محمد عطاء اللہ حنیف اور مولانا محمد حنیف ندوی رحمہما اللہ کی تصنیفی وتالیفی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔

۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا سیّد محمد داود غزنوی رحمہ اللہ (جو اس تحریک کی مجلس عمل کے جنرل سیکرٹری تھے) مولانا محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ، مولانا عبدالمجید سوہدروی، علامہ محمد یوسف کلکتوی (کراچی)، مولانا معین الدین لکھوی، مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد (گوجرانوالہ)، مولانا محمد عبداللہ گورداس پوری، مولانا عبدالرشید صدیقی (ملتان)، مولانا عبید اللہ احرار، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف، مولانا حافظ محمد اسماعیل روپڑی، مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی، مولانا حافظ محمد اسماعیل ذبیح (راولپنڈی)، مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری، مولانا علی محمد صمصام اور مولانا احمد دین گکھڑوی، مولانا محمد صدیق اور

مولانا محمد ابراہیم خادم (تاندلیانوالہ) وغیرہم کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ ان سطور کا راقم بھی اپنی صغرسنی میں والد علیہ الرحمۃ حاجی عبدالرحمٰن پٹوی کے ہمراہ ان اکابر کے ساتھ چند ہفتے ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں رہا کیونکہ میں نے مرکزی جامع مسجد کچہری بازار کے بہت بڑے جلسہ میں مولانا صمصام کی ایک نظم مرزا غلام احمد کی مذمت میں پڑھی تھی۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو شروع ہوئی۔ اس روز قادیانی جماعت کی ربوہ تنظیم کمانڈو کے کارکنوں نے چناب نگر ریلوے اسٹیشن (سابقہ ربوہ) پر نشتر میڈیکل کالج (ملتان) کے مسلمان طلباء پر، جو تفریحی ٹور سے چناب ایکسپریس کے ذریعے واپس آرہے تھے، محض اس جرم کی پاداش میں حملہ کردیا کہ انھوں نے ختمِ نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے تھے۔ اس واقعہ کی فیصل آباد میں خبر پہنچتے ہی بہت سے لوگوں کے علاوہ فیصل آباد شہر کے علماء مولانا محمد صدیق، مولانا محمد اسحٰق چیمہ، مفتی زین العابدین، مولانا عبدالرحیم اشرف، مولانا تاج محمود اور راقم الحروف فیصل آباد ریلوے اسٹیشن پر آگئے جہاں چناب ایکسپریس دو گھنٹے رکی رہی اور ڈاکٹروں کی ایک ٹیم نے زخمی طلباء کی مرہم پٹی کی۔ علماء نے اس سانحے پر مشتعل ہجوم کو یقین دلایا کہ قوم کے اِن نونہالوں کا خون رائیگاں نہیں جائے گا، چنانچہ فی الفور پریس کانفرنس کرکے اس اَلم ناک صورتِ حال کو بیان کیا گیا اور ملک بھر کو آگاہ کیا گیا۔

اگلے روز شہر میں ہڑتال کی گئی۔ بیرونی شہروں سے علماء نے فیصل آباد کی دینی قیادت سے رابطہ قائم کیا اور ایک مجلس مشاورت کے بعد راولپنڈی میں مولانا غلام اللہ خان کی دعوت پر ان کی مسجد راجہ بازار میں نمائندہ اجلاس کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔ اس اجلاس میں شرکت کے لیے فیصل آباد سے جو وفد بنایا گیا اس میں مفتی زین العابدین، مولانا عبدالرحیم اشرف، مولانا تاج محمود، مولانا محمد صدیق، مولانا محمد شریف اشرف اور راقم الحروف شامل تھے۔ ٹرین پر سفر کے لیے اسٹیشن روانگی سے قبل مولانا محمد اسحٰق چیمہ نے فرمایا کہ راستے میں گرفتاری ہوسکتی ہے، اس لیے بہتر ہوگا کہ کچھ حضرات بہ ذریعہ کار روانہ ہوں۔ اس تجویز پر مفتی زین العابدین، مولانا محمد اسحٰق چیمہ، مولانا عبدالرحیم اشرف اور مولانا محمد اسحٰق چیمہ رحمہ اللہ ٹرین سے اور مولانا محمد صدیق، مولانا محمد شریف اشرف رحمہما اللہ اور راقم الحروف بہ ذریعہ کار عازمِ راولپنڈی ہوئے۔ چنانچہ ٹرین پر سفر کرنے والے علماء کو لالہ موسیٰ ریلوے اسٹیشن پر پولیس نے گرفتار کرلیا لیکن بہ ذریعہ کار جانے والے راولپنڈی پہنچ گئے۔ دیگر شہروں سے آنے والے علماء کے ساتھ بھی راستوں میں یہی سلوک ہوا۔ تاہم علماء کی اچھی خاصی تعداد اِس ہنگامی اجلاس میں موجود تھی۔

اس اجلاس میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم کی گئی جس کے امیر مولانا محمد یوسف بنوری (کراچی) بنائے گئے۔ مولانا محمود احمد رضوی سیکرٹری جنرل اور ناظم مالیات میاں فضل حق (ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث) مقرر ہوئے۔ فیصل آباد سے شروع ہونے والی یہ تحریک چند دنوں میں ملک گیر شکل اختیار کرگئی جس میں مرکزی سطح پر علامہ احسان الٰہی ظہیر، حافظ عبدالقادر روپڑی، مولانا حافظ عبدالحق صدیقی (ساہیوال)، مولانا محمد حسین شیخوپوری، مولانا محمد عبداللہ گورداس پوری (بورے والہ) اور شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ (گوجرانوالہ) پیش پیش تھے۔ ہمارے شہر فیصل آباد میں مقامی مجلس عمل کے صدر میاں طفیل احمد ضیاء (جماعت اسلامی) اور ان سطور کا راقم سیکرٹری جنرل تھے۔ تمام مکاتب فکر پر مشتمل علمائے کرام، مرکزی مجلس عمل کے ممتاز قائدین اور علمائے امت نے یہ تحریک ایسی منصوبہ بندی اور حکمت عملی سے چلائی کہ سارا ملک سراپا احتجاج بن گیا۔ حکومت نے ہمدانی کمشن تشکیل دیا جس نے ربوہ اسٹیشن کے سانحہ اور آمدہ واقعات کی تحقیقات کی مگر پھر ہوا یہ کہ قومی اسمبلی کو انکوائری کمیٹی میں تبدیل کر دیا گیا اور مرزائی لاہوری پارٹی کے سربراہ اور قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر قومی اسمبلی میں کئی روز تک جرح ہوتی رہی۔ جرح کے لیے یہ طریق کار طے ہوا کہ اراکین اسمبلی جو سوال کریں وہ سکریننگ کمیٹی میں پہلے پیش کریں اور اس کے ساتھ

مرزائی لٹریچر سے وہ عبارت مع حوالہ جات درج کریں جس کی بنا پر وہ سوال کررہے ہیں۔ کمیٹی کے مطالبے پر اصل کتاب اور دستاویزات بھی مہیا کریں۔ یہ کمیٹی معقول اور مدلل سوالات اٹارنی جنرل کو فراہم کرے جو متعلقہ رکن اسمبلی کے حوالے سے مرزائی لیڈروں سے جواب طلب کریں۔

سوالات مرتب کرنے کے لیے رکن قومی اسمبلی خواجہ محمد سلیمان تونسوی نے خواجہ قمرالدین سیالوی سے کہا کہ وہ ان کی راہنمائی کے لیے کسی صاحب علم کا انتظام کریں۔ خواجہ سیالوی نے مولانا محمد ابراہیم کمیر پوری (معروف اہل حدیث عالم اور مناظر) کا انتخاب کیا، چنانچہ مولانا کمیر پوری خواجہ تونسی کے پاس اسلام آباد پہنچ گئے جہاں انھیں معلوم ہوا کہ مفتی محمود، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالحکیم اور پروفیسر عبدالغفور ودیگر حضرات نے بھی اس مقصد کے لیے کچھ علماء کی خدمات حاصل کررکھی ہیں۔ اٹارنی جنرل ممبران کے حوالے سے جو سوال کرتے وہ دراصل انھی علماء کے مرتب کردہ ہوتے تھے جو درمیانی کمیٹیوں سے پاس ہوکر وہاں تک پہنچتے تھے۔ ارکان اسمبلی کی طرف سے مرزا ناصر پر کیا جانے والا آخری سوال یہ تھا:

''آپ لوگ مرزا کی نبوت کو ظلی بروزی اور لغوی وغیرہ کہہ کر اس کی شدت اور سنگینی کو کم کرنا چاہتے ہیں جب کہ وہ خود اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے نعوذ باللہ ہم پلہ بلکہ ان سے اونچی شان کا حامل قرار دیتا ہے، جیسا کہ ان کا ایک مرید ان کی زندگی اور ان کی موجودگی میں ان کی مدح اور توصیف ان الفاظ میں کرتا ہے:

محمد پھر اُتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

مرزا غلام احمد نے اس گستاخ کو نہ جھڑکا اور نہ ہی ڈانٹا بلکہ زبانِ مبارک سے جزاك الله کہا اور فریم شدہ قصیدہ گھر لے آئے۔

مولانا کمیر پوری بتاتے ہیں کہ سکریننگ کمیٹی میں جو سوالات ہماری طرف سے پیش کیے گئے ان میں یہ سوال اپنے صحیح حوالے کے ساتھ شامل تھا۔ تاہم یہ سوال ایک اور رکن اسمبلی کی طرف سے بھی آیا تھا لیکن انھوں نے غلطی سے اخبار بدر قادیان کی جگہ الفضل قادیان لکھ دیا تھا۔ سکریننگ کمیٹی نے طے کیا کہ یہ سوال اس معزز ممبر کی طرف سے پیش ہوا اور اس کا منشا یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ ارکان اسمبلی کو جرح کے عمل میں شریک کیا جائے۔ مرزا ناصر احمد سے اٹارنی جنرل نے جب یہ سوال کیا تو انھوں نے کہا کہ یہ سوال قطعی بے بنیاد ہے کیونکہ اخبار الفضل تو شروع ہی ۱۹۱۴ء میں (یعنی مرزا اغلام احمد کی وفات کے بعد) ہوا تھا۔ اٹارنی جنرل نے سوال واپس لے لیا اور ارکانِ اسمبلی کو صحیح حوالہ پیش کرنے کی ہدایت فرمائی۔ مولانا کمیر پوری نے متعلقہ کمیٹی کی وساطت سے قومی اسمبلی کے سیکرٹری اور اٹارنی جنرل تک اصل حوالہ پہنچایا۔ دوسرے دن کارروائی کے آغاز ہی میں اٹارنی جنرل نے مرزا ناصر احمد سے کہا کہ مرزا صاحب وہ کل والی بات پوری طرح صاف نہیں ہوئی۔ مرزا ناصر احمد نے پر اعتماد انداز میں کہا جناب میں بتا چکا ہوں کہ ۱۹۰۲ء میں الفضل تھا ہی نہیں۔ اٹارنی جنرل نے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ کسی اور اخبار، رسالے یا کتاب میں ہو اور فاضل ممبر کو حوالہ لکھنے میں غلطی ہوگئی ہو۔ آپ اپنے پورے لٹریچر سے اس کی نفی کریں۔ مرزا ناصر احمد نے ایسے ہی کیا اور کہا کہ یہ ہم پر کھلم کھلا بہتان ہے۔ میں اپنے مکمل لٹریچر میں اسے اس کی نفی کرتا ہوں۔ اس پر اٹارنی جنرل نے کہا کہ پیش کردہ ۲۲ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کا اخبار ''بدر'' قادیان نکالا اور بلند آواز سے یہ اشعار پڑھتے ہوئے قومی اسمبلی کو ورطۂ حیرت میں اور خلیفہ ربوہ کو بحر ندامت میں ڈال دیا۔ انھوں نے خلیفہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

''مرزا صاحب! یہ بات قطعاً قرین قیاس نہیں کہ یہ حوالہ آپ کو اور آپ کے معاونین کو معلوم نہ ہو۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ نے ایک مذہبی راہنما ہوتے ہوئے اس ہاؤس میں حقائق پر پردہ ڈالنے کی ناروا جسارت کی۔''

خلیفہ اس کارروائی سے اتنا بددل ہوا کہ اس نے مزید سوالات کا جواب دینے سے معذوری ظاہر کر دی اور اس کی پسپائی اور رسوائی سے معاملہ اپنے منطقی انجام کو پہنچا۔

۱۹۷۴ء کی یہ تحریک اس قدر منظم تھی کہ صرف تین ماہ اور دس دنوں میں اسے اللہ تعالیٰ نے کامیابی سے ہم کنار کیا اور ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

اس واقعہ کی یاد میں دیوبندی حضرات ۷/ستمبر کو یوم فتح کے طور پر ہر سال مناتے ہیں اور زبان وقلم پر اس روز طرح طرح کی کہانیاں زور شور سے لاتے ہیں۔ لیکن اسے کم ظرفی یا تنگ دلی یا تجاہل عارفانہ کہیں کہ تحریک کے آغاز وپس منظر اور محرکین کے نام تک نہیں لیتے کیونکہ ان میں اہل حدیث علماء کا کردار سرفہرست ہے۔

۷/ستمبر کا دن یقیناً خوشی ومسرت کا دن ہے کہ ہمارے اکابر کی کوششوں اور گراں قدر قربانیوں کے نتیجے میں ایک دیرینہ مسئلہ حل ہوا لیکن اس دن کے بعد قادیانیوں نے آئین سے بغاوت کرتے ہوئے خود کو غیر مسلم تسلیم کر لینے کی بجائے خود کو مسلمان ثابت کرنا اور مظلوم ثابت کرنا شروع کر دیا۔ مزید برآں اسلامی اصطلاحات کو بڑے دھڑلے سے استعمال کرنا شروع کر دیا جس پر ہمارے علماء نے جنرل ضیاء الحق سے ایک آرڈیننس جاری کروایا کہ قادیانی اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے۔ لیکن قادیانی اس آرڈیننس کے خلاف پہلے شرعی عدالت میں گئے کہ یہ ہمارے ساتھ ظلم ہے مگر شرعی عدالت نے قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ فیصلہ دیا کہ قادیانی اپنی اصطلاحات الگ بنائیں اور مسلمانوں کی اصطلاحات استعمال نہ کریں۔ پھر قادیانی اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں گئے کہ یہ مذہبی آزادی کے خلاف ہے جس پر سپریم کورٹ نے ۱۹۹۳ء میں تاریخی فیصلہ دیا کہ قادیانی اسلامی اصطلاحات استعمال کر کے مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کرتے ہیں۔

لہٰذا آج پھر ضرورتِ شدید ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف ہونے والی سازشوں کو ناکام بنا دیں۔ اس اہم کام کے لیے تمام مکاتب فکر کو ماضی کی طرح اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے متفقہ لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے۔

بقیہ: اسلام سے خائف بیمار ذہنوں کی کارستانی؟

❀...... ۲۰۰۱ء میں امریکی ٹائم میگزین نے ایک تصویر شائع کی جس میں پیغمبر اسلام کو حضرت جبریل کا انتظار کرتے دیکھایا گیا۔ مسلمانوں کے شدید احتجاج پر میگزین نے اپنی اس مذموم حرکت پر معافی بھی مانگی۔

توہین رسالت ﷺ اور قرآن پاک کی بے حرمتی کے ان واقعات کے باعث ہر مسلمان کا دل غمگین ہے، ہر کوئی سراپا احتجاج ہے، دنیا بھر میں پرتشدد مظاہرے ہو رہے ہیں اور ناموسِ رسالت پر مرمٹنے کا جذبہ ہر دل میں موجزن دیکھائی دیتا ہے۔ ان حالات میں نبی اکرم ﷺ سے محبت کرنے والوں کی ذمہ بڑھ جاتی ہے۔ مسلم حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ عالمی سطح پر انبیائے کرام اور مقدس کتابوں کی توہین کے واقعات کی روک تھام کے لیے مؤثر قانون سازی کی جائے۔ ایسی حرکتیں کرنے والے شرپسند عناصر عالمی امن کو تباہ کرنا چاہتے ہیں، اس لیے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اس صورتِ حال کا اِدراک کرتے ہوئے ان کے خلاف کارروائی کریں۔

دوسری جانب مسلمانوں کو چاہیے کہ پرجوش مظاہروں اور محبت رسول ﷺ کے نعروں کے ساتھ ساتھ قرآن وسنت پر سختی سے عمل پیرا ہونے کا بھی عملی مظاہرہ بھی کریں۔ کفار کی سازشوں کا بہترین جواب یہ بھی ہے کہ مسلمان سنتوں کے فروغ اور نبی اکرم ﷺ کی سچی تعلیمات دنیا بھر میں پھیلانے کے لیے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر دیں۔ اگر مسلمانوں کے جذبہ ایمانی، نبی محترم ﷺ اور قرآن پاک سے ان کی محبت کا عملی اظہار شروع ہو گیا تو یقیناً بہت جلد اسلام کو عروج ملے گا اور دنیا اس سچے اور آفاقی دین کی برکات سے مستفید ہو گی۔

تبصرۂ کتب

تبصرے کے لیے کتاب کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز

ترتیب: عبدالحنان جانباز وعبدالعزیز سوہدروی

نظر ثانی: عبدالرشید عراقی

خصوصیات: مضبوط خوب صورت جلد، عمدہ کاغذ، بہترین طباعت

ضخامت: ۹۱۳ صفحات

ملنے کے پتے: (۱) جامعہ رحمانیہ، ناصر روڈ، سیالکوٹ

(۲) مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار، لاہور

تبصرہ نگار: محمد اسحٰق بھٹی

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ پاکستان کی جماعت اہل حدیث کے ممتاز عالم اور نام وَر مصنف تھے۔ خطابت وتدریس میں بھی انھیں خاص امتیاز حاصل تھا۔ وہ عربی اور اردو دونوں زبانوں میں اظہارِ اَفکار پر قادر تھے۔ ان کا عظیم الشان کارنامہ صحاح ستہ کی مشہور کتاب سنن ابن ماجہ کی شرح ہے جو ''انجاز الحاجہ'' کے نام سے بارہ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور عربی زبان میں ہے۔ مولانا ممدوح اوّلیں شارح ہیں جنھوں نے اس اہم کتاب کی اس قدر مفصل شرح تحریر فرمائی۔

اس عالمِ اجل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے بہ درجہ غایت لگاؤ تھا اور کتبِ حدیث کا مطالعہ ان کی دلچسپیوں کا اصل محور تھا۔ احادیث کی مختلف کتابوں کی بالخصوص عربی زبان میں جو شرحیں لکھی گئیں، ان سب پر وہ گہری نظر رکھتے تھے۔ ''انجاز الحاجہ'' ان کی وسعت معلومات اور حدیث سے متعلق ان کے علم کی گہرائی کی بہت بڑی دلیل ہے۔ فرامین رسالت ان کا سرمایۂ حیات اور ان کی تعلیم وتعلم ان کے شب وروز کا مشغلہ تھا۔

خدمتِ حدیث انھوں نے اپنی ملکی زبان اردو میں بھی خوب سرانجام دی۔ حدیث نبوی میں مذکور احکام ومسائل کی وضاحت کے سلسلے میں اس مردِ جلیل نے بہ زبان اردو تینتیس (۳۳) کتابیں تصنیف کیں اور جس مسئلے کو موضوعِ فکر بنایا اس کے ہر پہلو کی دلائل کے ساتھ صراحت فرمائی۔ ان کا قلم بڑا زور دار تھا اور جس موضوع کے بارے میں اسے حرکت میں لاتے تھے، وہ اس کے ہر گوشے کو تیزی کے ساتھ اپنی گرفت میں لے آتا تھا۔ ان اوصافِ بوقلموں کے باوجود ذاتی طور پر وہ بے حد منکسر اور متواضع تھے۔ علم کے ساتھ حلم ان کی وہ خصوصیت تھی جو کم لوگوں کے حصے میں آتی ہے۔ اس قسم کے عالم حدیث اور سراپا تحقیق کے حالات وسوانح معرضِ تحریر میں لانا نہایت ضروری تھا۔ ان کے صاحب زادوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے علم کی دولت بے پایاں سے نوازا اور انھیں اپنے زاویۂ فکر کو قلم کے ذریعے اظہار کی نعمت بھی عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا بھلا کرے کہ انھوں نے ہمت کر کے اپنے والد ذی وقار کے مفصل تذکار جمع کرنے کی سعی کی اور اس میں وہ اللہ کی مہربانی سے کامیاب رہے۔ صاحب زادہ عبدالحنان ایم اے اور ان کے دوست جناب عبدالعزیز ایم اے سوہدروی نے ان کے احوالِ زندگی بڑی محنت کے ساتھ ترتیب دیے اور پھر اس پر ہمارے معروف اہل قلم دوست عبدالرشید عراقی صاحب نے نظر ثانی کی اور مقدمہ لکھا۔ ان کے علاوہ مشہور مصنف پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد نے اور مولانا محمد علی جانباز کے صاحب زادۂ گرامی پروفیسر عبدالعظیم جانباز نے بھی اس مسودے کو بڑے غور سے

پڑھا، اسے بھی ہم نظرِ ثانی قرار دے سکتے ہیں۔

صاحب زادہ عبدالحنان صاحب نے ''نقوشِ حیات'' کے نام سے اپنے والدِ مکرم مولانا محمد علی جانباز کے حالات قلم بند کیے جو صفحہ ۵۹ سے لے کر صفحہ ۲۵۹ تک پھیلے ہوئے ہیں۔ دو سو صفحات کے اس طویل مضمون میں مولانا جانباز کے وطنی کوائف، خاندانی حالات، ان کے تعلیمی معاملات، اساتذہ گرامی، میل جول والے حضرات، علامہ احسان الٰہی ظہیر کے والدِ محترم شیخ ظہور الٰہی سے ان کے مراسم، ڈاکٹر فضل الٰہی سے تعلقات کی نوعیت، تدریس وخطابت اور تصنیف وتالیف وغیرہ تمام امور وضاحت سے بیان کر دیے گئے ہیں۔ کتاب کا یہ حصہ نہایت دلچسپ ہے جو مولانا کی حیاتِ بابرکت کے بے شمار پہلوؤں کو نمایاں کرتا ہے۔

اس کے بعد صفحہ ۲۶۶ سے پروفیسر محمد یوسف سجاد کے مقالے کا آغاز ہوتا ہے جو صفحہ ۳۵۵ تک چلتا ہے۔ اس کا عنوان ہے:

''شرفِ تلمذ سے اعزازِ رفاقت تک''

''حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ کے زیرِ عاطفت گزرے ہوئے ماہ وسال کی ایک جھلک۔''

اس مقالے میں ہمارے دوست پروفیسر محمد یوسف سجاد نے ان کے بہت سے احوالِ حیات سے خوانندگانِ محترم کو روشناس کرایا ہے۔ مولانا کے ساتھ انھوں نے سفر وحضر کی جو داستان بیان کی ہے، وہ بڑی دلآویز اور پُر اَز معلومات ہے۔ قارئین اسے پڑھیں گے تو نئی سے نئی باتیں ان کے سامنے آئیں گی اور ایک کے بعد دوسرا واقعہ ان کے علم میں آتا جائے گا۔

ان طویل مضامین کے علاوہ مختلف حضرات کے مضامین ہمارے مطالعہ میں آتے ہیں، مثلاً: سیّد کلیم حسین شاہ صاحب کا مضمون اور پھر یکے بعد دیگرے حافظ محمد عباس انجم گوندلوی، ابوعمر عبدالعزیز سوہدروی، ڈاکٹر بہاء الدین، میاں محمد طفیل اختر وٹو، ابوبکر قدوسی، رانا محمد شفیق پسروری، بشیر انصاری، حکیم محمود احمد ظفر، ڈاکٹر محمد دین قاسمی، مولانا محمد یاسین شاد، پروفیسر حافظ مشتاق احمد، حافظ عبدالوہاب روپڑی، حافظ فاروق الرحمٰن یزدانی اور دیگر بہت سے اصحابِ علم کے افکارِ عالیہ درج کتاب ہیں۔

اس کے بعد ان کی ضخیم عربی تصنیف انجاز الحاجہ پر ملک کے اصحابِ تحقیق کی آراء معرضِ بیان میں لائی گئی ہیں۔ یہاں بھی علماء کی ایک خوب صورت قطار کھڑی نظر آتی ہے۔ کس کا نام لیا جائے۔ اس قطار میں ڈاکٹر فضل الٰہی، مولانا ارشاد الحق اثری، حافظ عبدالستار حامد، حافظ صلاح الدین یوسف، ڈاکٹر سہیل حسن، شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق اثری، حافظ ریاض احمد عاقب، محمد تنزیل صدیقی اور دیگر متعدد مدرسین ومعلّمین شامل ہیں۔ مرحومین حضرات اصحاب حدیث میں سے ڈاکٹر عبدالرشید اظہر اور حافظ عبدالمنان نور پوری کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

حضرت مولانا جانباز رحمہ اللہ کی دوسری کتابوں پر مولانا محمد رمضان یوسف سلفی کا مضمون ہے۔ عنوان ہے: ''شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز اپنی تصانیف کے آئینے میں۔'' اس مضمون میں ان کی چھوٹی بڑی پینتیس کتابوں کا تعارف کرایا گیا ہے جو صفحہ ۷۹۴ سے شروع ہو کر صفحہ ۸۱۶ تک چلتا ہے۔ اس کے بعد ابوعمر سوہدروی نے مولانا جانباز کے فتاوے کے متعلق اظہارِ خیال فرمایا ہے۔ عنوان ہے: ''فتاویٰ جانباز رحمہ اللہ۔'' یہ فتوے مختلف مسائل سے متعلق ہیں۔

کتاب کا آخری باب، جو چھٹا باب ہے، مولانا جانباز سے متعلق معاصرین کے نقطۂ نظر سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا عنوان ہے: ''معاصرین کی نظر میں۔'' اس میں پروفیسر عبدالجبار شاکر مرحوم، مفتی عبیداللہ خاں عفیف، شیخ الحدیث مولانا محمد اعظم مرحوم، مولانا عطاء الرحمٰن اشرف، شیخ فاروق احمد راشدی، حافظ عبدالغفار روپڑی، حکیم محمود احمد ظفر، حافظ محمد زبیر علیزئی، مولانا عارف جاوید محمدی اور چند دیگر حضرات شامل ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ کتاب جو مولانا محمد علی جانباز کے احوالِ حیات کی وضاحت کرتی ہے، اپنے موضوع کی دلچسپ اور معلومات افزا کتاب ہے۔ تبصرہ بے شک کتنا بھی طویل کر لیا جائے، قارئین اس کے مطالعہ

سے اصل کتاب کے مضامین تک نہیں پہنچ سکتے۔ انھیں اس کے مندرجات کا اسی صورت میں علم ہوگا، جب وہ اسے اپنے مطالعہ میں لائیں گے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے قارئین مولانا محمد علی جانباز سے متعارف ہوں گے، ان کے دوستوں اور تعلق داروں سے ان کی واقفیت ہوگی، ان کے تدریسی اور تصنیفی کارنامے ان کے علم میں آئیں گے اور علمائے کرام جس اسلوب میں خدمت دین کا فریضہ انجام دیتے ہیں اور اس راہ میں جن مشکلات سے ان کا واسطہ پڑتا ہے، اس سے آگاہی ہوگی۔ آیئے! اس ایک کتاب کے مطالعہ سے بہت سی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

برصغیر میں اہل حدیث کی سرگزشت

مرتب: مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ

ضخامت: ۳۴۴ صفحات

خصوصیات: خوب صورت ٹائٹل، مضبوط جلد، عمدہ ولایتی کاغذ کریم کلر، کمپیوٹر کمپوزنگ

ناشر: المکتبۃ السّلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

برصغیر میں مسلمانوں کی تعداد اس وقت تقریباً ساٹھ کروڑ ہے۔ ان ساٹھ کروڑ مسلمانوں میں مختلف جماعتیں ہیں۔ ہر جماعت اپنی ایک تاریخ رکھتی ہے اور ہر تاریخ رکھنے والی جماعت ایک مستقل باب ہے اور ایک زندہ جاوید حقیت بھی۔

برصغیر میں ''تمسک بالکتاب والسنہ'' کے حاملین یعنی اہل حدیث بھی ایک تاریخ، پہچان اور تعارف رکھتے ہیں۔ تحریک اہل حدیث خالصتاً علم وعمل کا نام ہے۔ اہل حدیث کے اکابر جہد مسلسل کرتے اور اپنے اصاغر کی تعلیم وتربیت کا خاص اہتمام بھی کرتے تھے۔ برصغیر میں ان کی تعلیمی، تدریسی اور تنظیمی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع، بڑا وقیع اور شان دار روایات کا حامل ہے۔ متحدہ ہندوستان میں ''اہل حدیث'' کی ایک جماعت ''آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس'' کے نام سے مصروفِ عمل تھی۔ اس جماعت کا قیام ۱۹۰۶ء کو ہوا تھا۔ یہ جماعت بڑی مقبول جماعت تھی اور بڑی مؤثر تعلیمات کے ساتھ مسلمانوں کی راہنمائی بھی کرتی تھی۔ اس وقت کے اکابر اہل حدیث بڑے متقی، صاحب علم وعمل اور صالحیت کے اونچے مقام ومرتبے پر فائز تھے۔ مسلمانوں کے تمام طبقات میں انھیں عزت افزائی حاصل ہوتی تھی اور ان کی آواز کو ایک موقر آواز سمجھا جاتا تھا۔ الحمد للہ آج بھی اہل حدیث اپنی اس سج دھج کو قائم رکھے ہوئے ہیں اور ان کی مؤثر آواز آج بھی تنظیمی، تعلیمی، تدریسی سطح پر مانی جاتی ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء کو اہل حدیث کے اکابر جب جماعت اہل حدیث کا ایک پلیٹ فارم بنانے میں مصروفِ عمل ہوئے تو اس جماعت کا نام انھوں نے ''مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان'' تجویز کیا۔ اس جماعت کو اہل حدیث حضرات کی نمائندہ جماعت سمجھا گیا۔ اس کے علاوہ بھی چندگروہوں پر مشتمل جماعتیں بنتی اور ٹوٹتی رہیں۔

زیر تبصرہ کتاب کے مرتب حضرت مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کی پوری زندگی تصنیف وتالیف، سوانح نگاری، خاکہ نویسی اور اہل حدیث جماعت کی تاریخ لکھتے گزری ہے۔ آپ مرنجاں مرنج اور باغ وبہار شخصیت ہیں۔ جماعتی حالات سرد وگرم چشیدہ ہیں۔ انھیں پاکستان کے مختلف اداروں، مختلف مدارس، مختلف شخصیات کی طرف سے ان کی خدمات کے پیش نظر اسناد، شیلڈز اور سرٹیفکیٹس سے نوازا گیا۔ آج بھی کسی طالب علم، جس نے کوئی علمی وتحقیقی مقالہ ضبط تحریر میں لانا ہو تو وہ بلا جھجھک حضرت مولانا مخدومِ محترم کی خدمات ومشورے حاصل کرنے کے لیے ان کے گھر چلا جاتا ہے۔ حضرت موصوف اس کی بہترین راہنمائی بھی کرتے ہیں، تواضع بھی اور حال احوال بھی پوچھتے ہیں۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ایسی تاریخی شخصیت ہم میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت فرمائے، آمین۔

حضرت موصوف نے اس کتاب میں ''آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس'' کے قیام (۱۹۰۶ء) سے لے کر پاکستان کی مرکزی جمعیت اہل حدیث کے قیام (۱۹۴۸ء) تک کے تمام پہلوؤں کو جامع انداز میں مرتب فرما دیا ہے۔ اس کے بعد اب تک یعنی ۱۹۰۶ء سے ۱۹۴۸ء

تک کے جلسے اور تا حال کی مرکزی جمعیت اہل حدیث کے زیر اہتمام ہونے والے جلسوں کی صدارت کرنے والے بزرگوں کے نام و کام سے آگاہ فرمایا ہے۔

اس کتاب کی تقسیمِ ابواب تینتیس ہے۔ ان میں متحدہ ہندوستان کے جلسے، تقسیم ملک سے قبل کے اہل حدیث دینی مدارس، مشرقی پنجاب کے مدارس، مشرقی پنجاب کے شہید علمائے کرام، کتب خانوں کا ضیاع، مرکزی جمعیت اہل حدیث کا قیام، جامعہ سلفیہ فیصل آباد کا قیام وانصرام، نصاب تعلیم کے بارے معلومات، جماعت اہل حدیث کے شیوخ الحدیث، امرائے جماعت اور نظامت اعلیٰ پر کام کرنے والی شخصیات، ناظمین تعلیماتِ مدارس السّلفیہ کے علاوہ حضرت مولانا سیّد محمد داود غزنوی، حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی، حضرت مولانا سیّد ابوبکر غزنوی، مولانا محمد اسحٰق رحمانی گوہڑوی، میاں فضل حق، پروفیسر عبدالقیوم رحمۃ اللہ علیہم کے کارہائے نمایاں پر تفصیلی تحریر فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ موجودین میں سے محترم المقام میاں عبدالستار صاحب (سرگودھا) پر بڑا جان دار مضمون ومعلومات ہیں۔ پروفیسر حافظ ساجد میر صاحب، میاں محمد جمیل صاحب، مولانا عبدالعزیز حنیف صاحب اور ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب کے متعلق بھی باب قائم کیے گئے ہیں۔

''برصغیر میں اہل حدیث کی سرگزشت'' کا انتساب مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے اوّلین ناظم اعلیٰ پروفیسر عبدالقیوم صاحب کے نام کیا گیا ہے۔ ان کے نام کا ایک باب اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۹ پر موجود ہے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے بانی ارکان میں سے مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ کا نام بھی سرفہرست ہے۔ انھی کے قائم کردہ ''المکتبۃ السّلفیۃ'' نے یہ قیمتی مواد شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ جسے مخدومِ گرامی مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ نے بڑی جانفشانی سے کتابی شکل میں مرتب کرکے پوری جماعت اہل حدیث کو اس کی تاریخ سے آشنا کرنے کی سعیِ جمیل فرما دی ہے۔

جزاکم اللہ خیرا وأحسن الجزاء.

اس تاریخی کتاب کے مطالعے سے خود بھی محظوظ ہوں اور دیگر احباب جماعت کو بھی ترغیب دیں کہ اس کا مطالعہ معلوماتی بھی ہے اور بیشتر جماعتی مواد کا خزینہ بھی۔

تصحیح

گزشتہ شمارے کے اداریے (شمارہ: ۳۸، صفحہ: ۳، سطر: ۲) میں سہواً ایک آیت کے ترجمے میں تقدیم وتاخیر واقع ہوگئی تھی۔ قارئین اس کی تصحیح فرمالیں: ''اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور اللہ کے لیے گواہی دو اگرچہ یہ تمھارے اپنے یا والدین یا قرابت داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔'' (النساء: ۱۳۵)

صبح سعادت

کچھ کفر نے فتنے پھیلائے، کچھ ظلم نے شعلے بھڑکائے
سینوں میں عداوت جاگ اٹھی، انسان سے انساں ٹکرائے
پامال کیا برباد کیا کمزور کو طاقت والوں نے
جب ظلم و ستم حد سے گزرے تشریف محمدؐ لے آئے
رحمت کی گھٹائیں لہرائیں، دنیا کی امیدیں بر آئیں
اکرام و عطا کی بارش کی، اخلاق کے موتی برسائے
تہذیب کی شمعیں روشن کیں اونٹوں کے چرانے والوں نے
کانٹوں کو گلوں کی قسمت دی، ذرّوں کے مقدر چمکائے
ہر چیز کو رعنائی دے کر دنیا کو حیاتِ نو بخشی
صبحوں کے بھی چہروں کو دھویا راتوں کے بھی گیسو سلجھائے
اللہ سے رشتے کو جوڑا، باطل کے طلسموں کو توڑا
خود وقت کے دھارے کو موڑا، طوفاں میں سفینے تیرائے
تلوار بھی دی، قرآں بھی دیا، دنیا بھی عطا کی، عقبیٰ بھی
مرنے کو شہادت فرمایا، جینے کے طریقے سمجھائے
مظلوموں کی فریاد سنی، مجبوروں کی غم خواری کی
زخموں پہ خنک مرہم رکھے، بے چین دلوں کے کام آئے
عورت کو حیا کی چادر دی، غیرت کا غازہ بھی بخشا
شیشوں میں نزاکت پیدا کی، کردار کے جوہر چمکائے
توحید کا دھارا رک نہ سکا، اسلام کا پرچم جھک نہ سکا
کفار بہت کچھ جھنجھلائے شیطاں نے ہزاروں بل کھائے
اے نام محمدؐ صلی علیٰ ماؔہر کے لیے تو سب کچھ ہے
ہونٹوں پہ تبسم بھی آیا، آنکھوں میں بھی آنسو بھر آئے

(ماؔہر القادری)